ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

36

www.tanzeem.org

20تا26ذوالقعدہ1435ھ/16تا22ستمبر2014ء

اس شمارے میں

حلوائی کی دکان پر......

بندۂ مومن کے اوصاف

عشرۂ ذوالحج اور قربانی کی فضیلت

اس قدر غم......

دنیا کی حقیقت

گٹر ابلنے والے ہیں!

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

زوال امت: سبب اور علاج

’’اگر ایک شخص مسلمانوں کی تمام موجودہ تباہ حالیوں اور بدبختیوں کی علتِ حقیقی دریافت کرنا چاہے اور ساتھ ہی یہ شرط بھی لگادے کہ صرف ایک ہی علتِ اصلی ایسی بیان کی جائے جو تمام علل واسباب پر حاوی اور جامع ہو تو اس کو بتایا جاسکتا ہے کہ علماء حق و مرشدین صادقین کا فقدان اور اور علماء سوء ومفسدین دجالین کی کثرت رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا

اور پھر اگر وہ پوچھے کہ ایک ہی جملہ میں اس کا علاج کیا ہے؟ تو اس کو امام مالکؒ کے الفاظ میں جواب ملنا چاہئے کہ

”لَا یَصْلُحُ اٰخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِلَّا بِمَا صَلَحَ بِہٖ اَوَّلُھَا“

یعنی اُمت مرحومہ کے آخری عہد کی اصلاح کبھی نہ ہوسکے گی، تاوقتیکہ وہی طریق اختیار نہ کیا جائے، جس سے اس کے ابتدائی عہد نے اصلاح پائی تھی اور وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ قرآن حکیم کے اصلی وحقیقی معارف کی تبلیغ کرنے والے مرشدینِ صادقین پیدا کیے جائیں۔‘‘

مولانا ابوالکلام آزاد

الھدیٰ (628)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

مشرکین کی نفسیات

سُورۃُ النَّحل — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات 51 تا 56

وَقَالَ اللّٰہُ لَا تَتَّخِذُوۡۤا اِلٰـہَیۡنِ اثۡنَیۡنِ ۚ اِنَّمَا ہُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِیَّایَ فَارۡہَبُوۡنِ ﴿۵۱﴾ وَلَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلَہُ الدِّیۡنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَیۡرَ اللّٰہِ تَتَّقُوۡنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِکُمۡ مِّنۡ نِّعۡمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ ثُمَّ اِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فَاِلَیۡہِ تَجۡـَٔرُوۡنَ ﴿ۚ۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا کَشَفَ الضُّرَّ عَنۡکُمۡ اِذَا فَرِیۡقٌ مِّنۡکُمۡ بِرَبِّہِمۡ یُشۡرِکُوۡنَ ﴿ۙ۵۴﴾ لِیَکۡفُرُوۡا بِمَاۤ اٰتَیۡنٰہُمۡ ؕ فَتَمَتَّعُوۡا ٝ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۵﴾ وَیَجۡعَلُوۡنَ لِمَا لَا یَعۡلَمُوۡنَ نَصِیۡبًا مِّمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ ؕ تَاللّٰہِ لَتُسۡـَٔلُنَّ عَمَّا کُنۡتُمۡ تَفۡتَرُوۡنَ ﴿۵۶﴾

آیت ۵۱ ﴿وَقَالَ اللّٰہُ لَا تَتَّخِذُوۡۤا اِلٰـہَیۡنِ اثۡنَیۡنِ ۚ اِنَّمَا ہُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِیَّایَ فَارۡہَبُوۡنِ ﴿۵۱﴾﴾ ’’اور اللہ نے فرمایا ہے کہ دو معبود مت بناؤ‘ یقیناً وہ تو ایک ہی معبود ہے‘ پس تم مجھ ہی سے ڈرو۔‘‘

آیت ۵۲ ﴿وَلَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلَہُ الدِّیۡنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَیۡرَ اللّٰہِ تَتَّقُوۡنَ ﴿۵۲﴾﴾ ’’اور اُسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اُسی کے لیے اطاعت ہے ہمیشہ ہمیش‘ تو کیا تم اللہ کے سوا کسی اور کا تقویٰ اختیار کرتے ہو؟‘‘

آیت ۵۳ ﴿وَمَا بِکُمۡ مِّنۡ نِّعۡمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ ثُمَّ اِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فَاِلَیۡہِ تَجۡـَٔرُوۡنَ ﴿۵۳﴾﴾ ’’اور جو نعمت بھی تمہیں میسر ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے‘ پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کے سامنے تم فریاد کرتے ہو۔‘‘

تکلیف کی کیفیت میں تم اللہ کو ہی یاد کرتے ہو‘ اسی کی جناب میں گڑ گڑاتے‘ آہ وزاری کرتے اور دعائیں مانگتے ہو۔ اس حالت میں تمہیں کوئی دوسرا معبود یاد نہیں آتا۔

آیت ۵۴ ﴿ثُمَّ اِذَا کَشَفَ الضُّرَّ عَنۡکُمۡ اِذَا فَرِیۡقٌ مِّنۡکُمۡ بِرَبِّہِمۡ یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۵۴﴾﴾ ’’پھر جب وہ تم سے تکلیف دور کر دیتا ہے تو جبھی تم میں سے ایک گروہ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنا شروع کر دیتا ہے۔‘‘

آیت ۵۵ ﴿لِیَکۡفُرُوۡا بِمَاۤ اٰتَیۡنٰہُمۡ ؕ فَتَمَتَّعُوۡا ٝ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۵﴾﴾ ’’تاکہ ناشکری کریں ان (نعمتوں) کی جو ہم نے ان کو دی ہیں۔ تو چند روزہ مزے اڑا لو‘ پس عنقریب تم جان لو گے۔‘‘

کچھ دنوں کی بات ہے دنیا میں تم لوگ مزے اڑا لو۔ بہت جلد اصل حقیقت کھل کر تمہارے سامنے آ جائے گی۔

آیت ۵۶ ﴿وَیَجۡعَلُوۡنَ لِمَا لَا یَعۡلَمُوۡنَ نَصِیۡبًا مِّمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ ؕ﴾ ’’اور وہ بنا دیتے ہیں ان کے لیے جن کے بارے میں انہیں کوئی علم ہی نہیں‘ ایک حصہ اس میں سے جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہی کے عطا کردہ رزق میں سے وہ لوگ اللہ کے ان شریکوں کے لیے بھی حصے نکالتے تھے جن کے بارے میں کوئی علمی سند یا واضح دلیل بھی ان کے پاس موجود نہیں تھی۔ یہ مضمون سورۃ الانعام کی آیت ۱۳۶ میں بھی آ چکا ہے کہ وہ لوگ اپنی کھیتیوں کی پیداوار اور جانوروں میں سے جہاں اللہ کے لیے حصہ نکالتے تھے وہاں اپنے جھوٹے معبودوں کے حصے کے لیے بھی خاص اہتمام کرتے تھے۔

﴿تَاللّٰہِ لَتُسۡـَٔلُنَّ عَمَّا کُنۡتُمۡ تَفۡتَرُوۡنَ ﴿۵۶﴾﴾ ’’اللہ کی قسم! ضرور سوال کیا جائے گا تم سے اس بارے میں جو افترا تم لوگ کرتے تھے۔‘‘

فرمان نبویؐ

عورت کا خوشبو لگا کر غیر محرم مردوں کے پاس سے گزرنا

عَنْ أَبِی مُوْسَی الْأَشْعَرِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((أَیُّمَا امْرَأَۃٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰی قَوْمٍ لِیَجِدُوْا رِیْحَھَا فَھِیَ زَانِیَۃٌ))

(رَوَاہُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَالْحَاکِمُ)

ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے تاکہ وہ اس کی خوشبو پائیں تو وہ (عورت) بدکار (زانیہ) ہے۔‘‘

تشریح: یہ حدیث مسلمان خواتین کے لیے بہت اہم پیغام ہے۔ یہاں بتایا گیا ہے کہ خواتین خوشبو لگا کر باہر نہ جائیں‘ اس لئے کہ یہ چیز نامحرم کی اُن کی جانب توجہ اور کشش کا باعث بنتی ہے۔ دراصل عورت کا اصل ٹھکانہ اس کا گھر ہے۔ گھر سے اُس کا نکلنا ضرورت کے تحت ہی ہے۔ عورت کو زیبائش کی اجازت ہے، مگر صرف شوہر کی خاطر۔ جو عورت خوشبو لگا کر باہر نکلتی ہے، تاکہ لوگ اس کی خوشبو پائیں، وہ شریف عورت نہیں ہوسکتی، اس لئے اُسے بدکار قرار دیا گیا ہے۔

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

20 تا 26 ذوالقعدہ 1435ھ — جلد 23
16 تا 22 ستمبر 2014ء — شمارہ 36

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا-------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلوائی کی دکان پر......

اللہ ربّ العزت قرآن پاک کی سورۃ الانعام کی آیت 65 میں فرماتا ہے:

"کہہ دو کہ وہ (اس پر بھی) قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں فرقہ فرقہ کر دے اور ایک کو دوسرے (سے لڑا کر آپس کی لڑائی کا مزا چکھا دے۔ دیکھو ہم اپنی آیتوں کو کس کس طرح بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں۔"

جب بھی پاکستان پر کوئی آفت نازل ہوتی ہے، اور اب تو صورتِ حال یہ ہے کہ ہم پر آفات قطار اندر قطار نازل ہو رہی ہیں، تو ہمارا ذہن مذکورہ بالا آیت کی طرف منتقل ہوتا ہے اور ہم اپنی تحریر میں اس کا حوالہ دیتے ہیں، جس پر دانشوروں کا ایک مخصوص طبقہ چلا اٹھتا ہے کہ کیا اللہ کا عذاب غریب دیہاتیوں ہی پر نازل ہوتا ہے اور کیا شہروں میں فرشتے بستے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں علمی سطح پر اس کا جواب تو اہل علم ہی دے سکتے ہیں لیکن عقلی سطح پر چند باتیں ہم ان حضرات کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں کہ یقیناً بر و بحر میں فساد پیدا ہو چکا ہے، یقیناً اللہ کی نافرمانی دیہاتوں میں بھی ہو رہی ہے اور شہروں میں بھی۔ لیکن اللہ ربّ العزت کی سنت ہے کہ وہ عذابِ استیصال (یعنی ایسا عذاب جو کسی قوم کی سرے سے جڑ ہی کاٹ دے) صرف اس قوم پر نازل کرتا ہے جو رسول کی موجودگی میں یعنی براہِ راست رسول کو حتمی انکار کر دے۔ نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارک کا مفہوم بھی کچھ یوں ہے کہ میری امت پر کوئی ایسا عذاب نازل نہیں ہوگا جس سے اس کا مکمل خاتمہ ہو جائے۔ گویا جب قوم بحیثیت مجموعی گناہوں میں غرق ہو جائے گی تو اس کے ایک حصہ کو عذاب دے کر دوسرے کو انتباہ کیا جائے گا کہ باز آ جاؤ اللہ کی نافرمانی سے اور دین سے انحراف نہ کرو، وگرنہ اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے۔ اس کے ہاں دیر ہے، اندھیر نہیں۔ ہمیں شہروں اور دیہاتوں میں ہونے والے گناہوں کے ارتکاب کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں، حقیقت یہ ہے کہ ہم پاکستانی مسلمان دیہاتی ہوں یا شہری، اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ ہم نے اللہ کی نافرمانی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے۔ دیہاتیوں کو سیلاب کے عذاب کا سامنا ہے، یہ یقیناً شہریوں کے لیے انتباہ ہے، لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ عذاب سے بالکل بچے ہوئے ہیں۔ عذاب کا انداز مختلف ہے۔ شہر کے غریب اور متوسط طبقہ کا حال یہ ہے کہ وہ زندگی نہیں گزار رہے، بلکہ زندگی ان کو گزار رہی ہے، بلکہ گھسیٹ رہی ہے، بھوک اور خوف مسلط ہے۔ گھروں میں اختلاف نہیں، انتشار کی کیفیت ہے۔ بعض گھرانے تو صبح و شام میدانِ جنگ کا نقشہ پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ ان ہی طبقات میں خودکشی کی شرح بہت زیادہ ہے۔ امراء سب کچھ ہوتے ہوئے ذہنی سکون سے بری طرح محروم ہیں۔ sleeping pills کے استعمال کے باوجود نیند سے محروم ہیں۔ بیٹا باپ کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہے، بیٹی اپنے معاملات میں

والدین کو کوئی وقعت دینے کو تیار نہیں۔ وہ دولت جو مار دھاڑ سے والدین نے اکٹھی کی تھی، اولاد اس دولت کے لیے ایک دوسرے سے دست و گریبان ہے اور عدالت میں ایک دوسرے کو کٹہرے میں کھڑے کیے ہوئے ہیں۔ طلاق اور خودکشی میں بے حد اضافہ معاشرے کے انتشار کی نشان دہی کرتا ہے۔ بقول شخصے خون سفید ہو چکے ہیں۔ کوئی بتائے اور عذاب کسے کہتے ہیں؟ پھر یہ کہ یہ اللہ ہی کا فیصلہ ہوتا ہے کہ وہ کسے دنیا ہی میں سزا دے کر آخرت میں نرمی اختیار کرے گا اور کسے دنیا میں چھوٹ دے کر آخرت میں شدت سے پکڑ کرے گا۔ آخرت کی المناک سزا کا آج تصور کرنا بھی انتہائی مشکل نہیں ہے۔ اللہ سب کو محفوظ رکھے۔

سیلاب کی تباہ کاریوں کے حوالہ سے یہ ضرور کہنا چاہیں گے کہ یہ بات بالکل درست ہے اور ہم پورے وثوق کے ساتھ شریف برادران پر لگے ہوئے اس الزام کو درست سمجھتے ہیں کہ 2003ء سے 2008ء تک کا وقفہ نکال دیں جب پرویز الٰہی پنجاب میں وزیر اعلیٰ تھے، شریف برادران 1983ء سے آج تک 26 سال سے پنجاب میں حاکم ہیں، لیکن نا اہلی کی انتہا یہ ہے کہ تین روز بارش ہو تو لاہور ڈوب جاتا ہے۔ اور نہ ہی پنجاب کو فلڈ سے بچانے کے لیے کوئی اقدامات اٹھائے گئے اور حد تو یہ ہے کہ جسٹس منصور کی صوبائی فلڈ کمیشن 2010ء کی سفارشات جن کے بارے میں ماہرین کی رائے سامنے آئی تھی کہ ان سفارشات کو عملی شکل دے دی گئی تو پنجاب کو بڑے سے بڑے سیلاب سے اگر مکمل طور پر محفوظ نہ رکھا جا سکا تو اس کے نقصانات کو انتہائی کم کیا جا سکتا ہے، لیکن شریف برادران نے ان سفارشات کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا اور جب اس کے نتیجہ میں سیلاب کی روک تھام نہ ہو سکی اور اس نے تباہی مچا دی تو ان کی بڑے بوٹ پہن کر بھاگ دوڑ کو شعبدہ بازی اور ڈرامہ بازی کے سوا کیا کہا جائے؟ اس سے فوٹو سیشن تو ہو جاتا ہے لیکن عوام جان و مال سمیت غرق ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا پنجاب کا بہت وسیع رقبہ پانی میں ڈوب چکا ہے' کئی دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں، مال مویشی بھی سیلاب کی نذر ہو گئے ہیں۔ فصلیں تباہ ہو گئی ہیں' گویا آنے والے دنوں میں مہنگائی سے لوگ مارے جائیں گے۔ جان و مال کی تباہی کا باعث بارشوں سے کہیں زیادہ وہ پانی بنا ہے جو بھارت نے بلا اطلاع چھوڑ دیا ہے۔ نریندر مودی نے ''بغل میں چھری منہ میں رام رام'' کی روایت کو قائم رکھتے ہوئے ایک طرف ہمیں ڈبو دیا اور دوسری طرف سیلاب میں مدد کی پیشکش بھی کر دی، جس پر ہمارے وزیر اعظم کی بھارت سے محبت نے ایک بار پھر جوش مارا اور شکریہ کا خط لکھ مارا، حالانکہ مودی نے اپنی مدد کی پیشکش کو آزاد کشمیر تک محدود رکھا تھا، کیونکہ وہ اسے بھارت کا حصہ قرار دیتے ہیں۔ بہرحال وزیر اعظم نے شکریہ کا خط لکھنا ہی تھا تو بلا اطلاع پانی چھوڑنے پر تشویش کا اظہار بھی کر دیتے، کچھ تو ہم پاکستانیوں کے جذبات کی ترجمانی بھی ہو جاتی، لیکن شاید اس پر مودی کے ماتھے پر بل پڑ جاتے جس کا رسک ہم نہیں لے سکتے۔

سیلاب کے باوجود دھرنے بھی جاری ہیں اور پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بھی جاری ہے، کوئی اپنی سیاست سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں۔ حکومت بمقابلہ عمران خان اور قادری صاحب کے موضوع پر ہم کافی کچھ عرض کر چکے ہیں، اس مرتبہ صرف پنجاب کے دو چودھریوں کے جھگڑے کا ذکر کریں گے جو جمہوریت' آئین اور پارلیمنٹ کو بچانے کے لیے لپیٹ دیا گیا۔ چودھری اعتزاز احسن اور چودھری نثار دونوں نے ایک دوسرے کو کرپٹ کہا، دونوں نے ایک دوسرے پر لوٹ مار کا الزام لگایا۔ ایک طرف سے پپو پٹواری کا ذکر آیا تو دوسری طرف سے LPG کے کوٹہ پر طعنہ زنی کی گئی۔ پھر دونوں نے مک مکا کر لیا کہ جمہوریت کو خطرہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا دونوں نے ایسی کرپشن کی تھی جس سے انہوں نے ایک دوسرے کو نقصان پہنچایا تھا؟ اگر ایسا نہیں تھا تو ظاہر ہے دونوں نے سرکار یعنی عوام کا مال لوٹا تھا، لہٰذا جس کے ہاں ڈاکہ پڑا تھا' جسے لوٹا گیا تھا اس کو لاتعلق قرار دے کر درگزر اور صلح صفائی کیسے ہو گئی؟ سرکاری مال خانے کو لوٹنے پر اعتزاز نثار کو اور نثار اعتزاز کو معاف کیسے کر سکتے ہیں؟ اس صلح سے دونوں پر عوام کا مال حلال کیسے ہو گیا؟ ایسی غیر اخلاقی حرکات پر اہل پنجاب کیا فقرہ چست کرتے ہیں، اسے تحریر کرنے کی ہم اپنے قلم کو اجازت نہیں دے سکتے، بہرحال شائستہ زبان میں اسے کہتے ہیں ''حلوائی کی دکان پر نانا جی کی فاتحہ۔''

قصہ کوتاہ جمہوریت LBW ہوتے ہوتے بال بال بچ گئی' ایمپائر کی انگلی نہ اٹھی۔ ہم کس قدر خوفزدہ ہیں اس ایمپائر کی انگلی اٹھنے سے جو صرف جمہوریت، آئین اور پارلیمنٹ کو لپیٹ سکتی ہے اور کس قدر بے خوف اور نڈر ہو چکے ہیں اُس ایمپائر کی انگلی اٹھنے سے جو ساری کائنات کو لپیٹ دے، جس سے پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح ہوا میں اڑنے لگیں۔ جس پر تمام اگلے پچھلے کھلاڑیوں کو جمع کر لیا جائے گا آخری اور حتمی فیصلہ کے لیے۔ اس میدان میں کس کی جیت اور کس کی ہار ہوتی ہے، یہ جیت اور ہار ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہوگی۔ آیئے اس جیت کے لیے زندگی وقف کریں، پارلیمنٹ اور دھرنے والوں کو نظر انداز کر کے۔

منبر و محراب

بندۂ مومن کے اوصاف

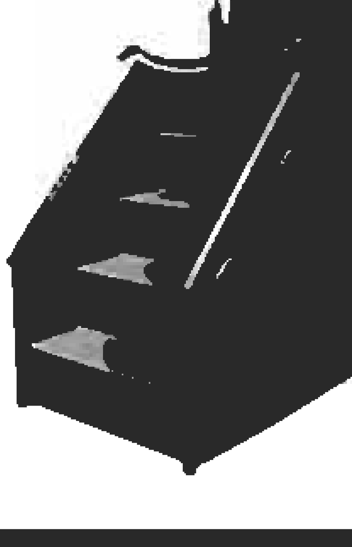

سورہ مومنون کی ابتدائی گیارہ آیات کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 5 ستمبر 2014ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

آج ہمارا معاشرہ اخلاقی زوال کا شکار ہے۔ اخلاقی حوالے سے دین کی بنیادی تعلیمات قرآن کے مستقل موضوعات کا حصہ ہیں۔ لہٰذا ان اجتماعات میں پہلے سے جاری موضوع کے بجائے آج میں نے سورۃ المومنون کی ابتدائی 11 آیات تلاوت کی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ ایک بندۂ مومن کا فرد کی حیثیت سے ذاتی کردار کیا ہونا چاہیے۔ اس میں ایک اور بہت اہم ایشو سامنے آتا ہے۔ ہم سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم چونکہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو گئے اس لئے جنت ہماری میراث ہے۔ سورۂ مومن کا یہی موضوع ہے کہ جنت تو مومنین کی میراث ہے اور مومن کون ہے؟ یہ بات بھی یہاں واضح ہو جاتی ہے کہ حقیقی مومن کا کردار کیا مطلوب ہے؟ مومن کا عملی رویہ کیا ہونا چاہیے؟ چنانچہ آج میں نے اس موضوع کا انتخاب کیا ہے۔ پہلی آیت میں فرمایا: ﴿قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ (۱)﴾ ''بیشک ایمان والے کامیاب ہو گئے۔'' سورۃ المومنون 18 ویں پارے کی پہلی سورت ہے۔ اس پہلی آیت کے حوالے سے سمجھ لیجئے کہ جو ایمان لا رہا ہے کیا وہ کامیاب ہو گیا یا فلاح کو پہنچ گیا، نہیں بلکہ کامیاب وہ مومن ہوں گے جن کی صفات آگے بیان ہو رہی ہیں۔ پہلی ہی آیت بتا رہی ہے کہ جنت میں جانا، اللہ کی نگاہ میں مومن قرار پانا، اس کے لئے کچھ شرائط ہیں جو پوری کرنی ہیں۔ چنانچہ اگلی آیت میں ان کی پہلی صفت کیا بیان ہوئی: ﴿الَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ (۲)﴾ ''جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں۔'' مومنین عاجزی اختیار کرتے ہیں۔ اللہ کے سامنے جھکتے ہیں۔ صرف ظاہراً نہیں ان کی باطنی شخصیت بھی جھک جاتی ہے ''سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔'' اب یہاں پر نوٹ کیجئے کہ پہلی چیز جو بندۂ مومن کی نشانی ہے، وہ نماز ہے۔ اس کے بغیر دور نبوی ﷺ میں کسی شخص کو مسلمان مانا ہی نہیں جاتا تھا۔ یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ فقط نماز ہی مطلوب نہیں ہے۔ بلکہ نماز اپنی روح کے ساتھ ادا کی جائے۔ نماز اصل میں کیا شے ہے۔ یہ اظہار بندگی ہے۔ وہ رب ہے، نماز اس کے سامنے اظہار بندگی ہے۔ نماز میں رب کے حضور ہاتھ باندھ کے کھڑے ہوتے ہیں، اس کے سامنے جھکتے ہیں، رکوع کرتے ہیں، سجدے کی حالت میں بچھ جاتے ہیں۔ وہ مولائے حقیقی ہے ہم اس کے

مرتب: فرقان دانش

غلام حقیقی ہیں۔ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ اس کی عطا ہے، جب چاہے لے لے۔ اس نے ہمیں شرف انسانیت عطا کیا۔ لہٰذا ہم اس کے غلام بنیں۔ نماز عبدیت کا اظہار ہے۔ خاص طور پر داخلی کیفیت میں اظہار عبدیت کا نام نماز ہے۔ ایک تو ظاہر سے ہو رہا ہے کہ آپ اللہ کے سامنے بچھے جا رہے ہیں لیکن ایک یہ ہے کہ اندر خشیت بھی ہے، عاجزی ہے، واقعی انسان سمجھے کہ میں بندہ ہوں اور اپنے رب کے حضور کھڑا ہوں۔ اس احساس کے ساتھ نماز مطلوب ہے۔ نماز درحقیقت پانچ وقت دنیا کے کاموں کو چھوڑ کر اللہ کے حضور، اس کے دربار میں حاضر ہونا ہے۔ 24 گھنٹے ہر شخص کے اپنے معمولات ہیں۔ ان سب معمولات میں سے پانچ وقت مقرر کر دیئے گئے کہ دنیا سے نکل کر اللہ کے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔ نماز کے آغاز میں اللہ اکبر کہنے کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔ تحریمہ کا مطلب ہے خود پر حرام کرنا، گویا اللہ اکبر کہہ کے ہم نے دنیا کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ اب ہمارا تعلق اس دنیا سے نہیں بلکہ اب ہمارا رابطہ اللہ سے ہے۔ اب دنیا کا کوئی کام نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی قریب آ کر السلام علیکم کہے گا تو ہم جواب نہیں دیں گے۔ دراصل آپ اس وقت دنیا میں نہیں ہیں، دنیا سے کٹ گئے ہیں۔ اب اپنے رب کے حضور میں حاضری ہے۔ لیکن اگر ہمیں رب کے حضور میں حاضری کا احساس ہی نہ ہو اور ساری سوچ دنیا ہی کی ہمارے اندر ہو۔ بس نماز کی ایک روٹین بنا لی گئی ہو تو یہ نماز مطلوب نہیں ہے۔ حدیث میں کہا گیا کہ سجدہ ایسے کرو جیسے اپنے رب کے قدموں میں تمہارا سر ہو۔ اختتام ہو گا السلام علیکم پر تو اب آپ دوسرے سے علیک سلیک کر سکیں گے۔ یہ وقت آپ کا خاص اللہ کے لئے ہے۔ بندۂ مومن کی زندگی کا نمایاں ترین پہلو نماز ہے۔ چنانچہ ان 11 آیات میں آپ دیکھیں گے کہ ان کا آغاز بھی نماز ہے اور اختتام بھی نماز پر ہے۔ یہ مومنین کا پہلا اور بنیادی وصف ہے۔ نماز کے اندر دو پہلو نمایاں کئے گئے ایک مداومت یعنی وقت کی پابندی۔ اسی لئے فرمایا: ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتۡ عَلَى الۡمُؤۡمِنِیۡنَ كِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا (۱۰۳)﴾ (النساء) ''بیشک نماز کا مومنوں پر اوقات (مقررہ) میں ادا کرنا فرض

ہے۔'' یہ نہیں کہ کوئی شخص بہت مصروف رہتا ہے اس لئے رات کو پانچوں نمازیں اکٹھی پڑھ لیں۔ یہ نماز کا حق ہرگز ادا نہیں ہوا۔ اوقات کے ساتھ نماز فرض کی گئی ہے۔ ان اوقات کی پابندی لازمی ہے۔ چنانچہ ایک تو مداومت ہے، ہیشگی ہے۔ دوسرے اس کے اندر خشوع و خضوع کہ واقعی اللہ کے حضور حاضر ہوں۔ حضرت علی ؓ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپؓ کو زخم لگ گیا۔ کوئی چیز آپؓ کی پنڈلی میں پیوست ہوگئی۔ انہوں نے ساتھیوں سے فرمایا کہ اس وقت نکالو گے تو درد ہوگا، جب نماز پڑھوں گا تو اس وقت نکال لینا اور جب اسے نماز کے دوران نکالا گیا تو انہیں پتا بھی نہیں چلا کہ کیسے نکال لیا گیا۔ صحابہؓ کا یہ حال تھا کہ دوران نماز دنیا سے اتنے کٹ جاتے تھے۔ نماز کے اندر اس طرح کی کیفیت کی کوشش کرنی چاہیے۔ صرف ایکسر سائز مقصود نہیں ہے۔ اگر کوئی دنیاوی اعتبار سے دیکھے گا تو کہے گا کہ نماز کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان کی بڑی اچھی ایکسر سائز ہو جاتی ہے۔ اگر دنیاوی پہلو ہو بھی تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ در حقیقت نماز اللہ کے حضور حاضری ہے۔ اس کیفیت میں کہ واقعی ہم اس کے بندے ہیں۔ اس کے دربار میں کھڑے ہیں۔ ان آیات میں مومن کے کردار کا جو معاملہ بیان ہوا ہے اس میں نماز کا ذکر اول و آخر آرہا ہے۔ گویا وہ کردار مومن کے اندر پیدا ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی زندگی میں نماز اول و آخر نہ ہو۔ کوئی کسی کے بارے میں کہہ دیتا ہے کہ بہت اچھے کردار کے مالک ہیں لیکن وہ نماز نہیں پڑھتے۔ یہ دھوکہ والی بات ہے۔ بات کردار کی ہو رہی ہے تو اول و آخر نماز کا ذکر ہے۔ اگلی آیت میں مومنین کا کونسا وصف بیان ہوا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (٣)﴾

''اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں۔''

یہ اہل ایمان کا دوسرا وصف ہے۔ وہ اہل ایمان جو اللہ کی نگاہ میں اہل ایمان قرار پائیں گے، وہ جو جنت کے وارث ہوں گے۔ وہ لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔ یعنی حرام میں منہ مارنا تو دور کی بات جو کام لغو ہے، جن کا کوئی فائدہ نہیں ہے مثلاً کوئی تماشا لگا ہوا اور وہاں کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہیں تو مومن ایسا نہیں کرے گا۔ وقت کا ضیاع جس کے اندر ہو، جس کا کوئی حقیقی فائدہ نہ ہو وہ کام مومن نہیں کرے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ دار الامتحان میں ہیں۔ آپ کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ بندہ مومن وقت ضائع کرنا افورڈ ہی نہیں کر سکتا۔ یہ بالکل ایسے ہے کہ امتحان گاہ میں تین گھنٹے کا وقت ہو اور بندہ اپنی کمپیوٹر گیم کے اندر لگا ہو۔ جس کا آخرت پر ایمان ہے وہ لغو سے اعراض کرے گا کہ وقت ضائع کرنا میں افورڈ ہی نہیں کر سکتا۔ میرے پاس تو لمحات ہی بہت کم ہیں۔ کب مہلت عمل ختم ہو جائے۔ اہل جنت کے بارے میں ایک حدیث کا مفہوم بیان کر رہا ہوں کہ اہل جنت کو جنت پہنچ کر کوئی افسوس یا حسرت نہیں ہوگی بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گزری ہو۔ یعنی وہ کہیں گے کاش! اس وقت کو ہم صحیح استعمال کر لیتے۔ اللہ کا ذکر ہی کر لیتے۔ یہ بندۂ مومن کا ہیولہ بنتا ہے، نماز اور آخرت کے تصور کے حوالے سے کہ وہ نماز کی پابندی کے ساتھ لغو سے اعراض کرتے ہیں۔ لغو کہتے ہیں ایسا کام جس میں کوئی حقیقی دنیاوی فائدہ نہیں ہے اور وقت ضائع ہو۔ تلاش معاش کے لئے بھاگ دوڑ بندہ مومن اگر جائز طریقے سے کر رہا ہے تو یہ بھی نیکی ہے۔ پھر وہ جو مال کماتا ہے اسے بھی اللہ کی مرضی کے مطابق خرچ کر رہا ہے تو خیر ہی خیر ہے۔ لیکن ایسے کام جن کا کوئی حاصل نہیں ہے۔ مومن ان کاموں میں وقت ضائع نہیں کرتا۔

اگلی آیت میں مومنین کا تیسرا وصف بیان ہو رہا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ (٤)﴾ ''اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔'' وہ اللہ کی راہ میں مال نکالتے رہتے ہیں۔ زکوٰۃ فرض ہے اگر وہ ادا نہیں کی تو یہ قابل گرفت عمل ہے۔ اگر کوئی فرض ادا نہ کرے تو کبیرہ گناہ

پریس ریلیز 12 ستمبر 2014

سیلاب نے پاکستان میں تباہی مچائی لیکن کسی حکومت نے سیلاب سے بچنے کے لئے کوئی عملی اقدامات نہیں کئے

اگر عوام اچھے مسلمان بن کر صراطِ مستقیم اختیار کریں تو اُن پر بُرے حکمران مسلط نہیں ہو سکیں گے

حافظ عاکف سعید

سیلاب اور آفاتِ سماوی وارضی کا نزول ہماری اپنی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے اس تاثر کو غلط قرار دیا کہ صرف اشرافیہ ہی گناہوں کا ارتکاب کرتی ہے اور عام لوگ اللہ کی نافرمانی سے بچے ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ قوم بحیثیت مجموعی شہری ہوں یا دیہاتی اللہ اور رسولؐ کے دین کے باغی بن چکے ہیں، لہٰذا ہم پر عذاب مختلف صورتوں میں نازل ہو رہا ہے۔ پاکستان کے مسلمان کہیں ڈوب کر ہلاک ہو رہے ہیں تو کہیں ٹارگٹ کلنگ کا شکار ہو رہے ہیں۔ اللہ یہ جھٹکے ہمیں اس لئے دے رہا ہے تاکہ ہم سدھر جائیں اور اللہ کے دامن کو تھام لیں۔ اُنہوں نے کہا کہ 1955ء سے لے کر 2014ء تک کئی مرتبہ سیلاب نے پاکستان میں تباہی مچائی ہے جس سے مال و جان کا نقصان ہوا ہر مرتبہ کمیشن اور کمیٹیاں قائم ہوئیں کہ آئندہ ان سے کیسے بچا جائے لیکن جونہی سیلاب کے اثرات ختم ہوتے ہیں ان سفارشات کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ کسی حکومت نے بھی اس حوالے سے کوئی کام نہیں کیا۔ تمام حکمرانوں نے مجرمانہ رویہ اختیار کیا جس سے ہر مرتبہ سیلاب سے بے شمار جانی و مالی نقصان ہوتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنا جائزہ لیں، کج روی کو ترک کریں اور صراطِ مستقیم اختیار کریں۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر عوام اچھے مسلمان بن جائیں تو اُن پر بُرے حکمران مسلط نہیں ہو سکیں گے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

کے برابر اس کی سزا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد یہ بھی مطلوب ہے کہ اب آپ کے آس پاس ایسے لوگ ہیں جو مسکین ہیں، محتاج ہیں، ان کی ضرورت کو پورا کریں۔ آپ کے پڑوس میں کوئی شخص غریب ہے اگر اس کے بچے بھوکے سو رہے ہیں تو آخرت میں آپ کا گریبان پکڑا جائے گا۔ یہ بھی مومن کی ذہنیت ہے کہ اللہ کی راہ میں مال نکالتا رہتا ہے۔ صحیح اسلامی سوچ یہ ہے جو میری ضرورت کا مال ہے صرف وہ میرا ہے۔ ضرورت سے زائد میرے مال میں دوسروں کا حق ہے۔ اہل ایمان کا اگلا وصف کیا بیان ہو رہا ہے؟ فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ (۵)﴾ ''اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔'' یہ انسان کے لئے ایک بہت ہی سخت آزمائش والا معاملہ ہوتا ہے کیونکہ جنسی جذبہ بہت قوی ہوتا ہے۔ اس کے لئے جائز راستے موجود ہیں۔ نکاح وہ جائز راستہ ہے کہ اس کے ذریعے اس جذبے کی تسکین کارِ ثواب ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔ ((اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ)) اللہ تعالیٰ نے نسل آدم کے فروغ کے لئے اس جذبے کو ذریعہ بنایا ہے۔ معاشرتی زندگی میں مرد اور عورت ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ اگر کسی معاشرے میں یہ تعلق درست بنیادوں پر استوار نہ ہو تو دوسرا راستہ گناہ کبیرہ ہے۔ سیکس ڈسپلن کے بغیر کردار نہیں بن سکتا۔ وہ ڈسپلن کیا ہے؟ اگلی آیت میں بیان ہوا۔ ﴿اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ (٦)﴾ ''مگر اپنی بیویوں سے یا (کنیزوں سے) جو ان کے ملک ہوتی ہیں کہ (ان سے مباشرت کرنے سے) انہیں ملامت نہیں۔'' ملک یمین کا اس وقت ایک تصور تھا کہ جہاد میں جو لونڈیاں آتی تھیں وہ تقسیم کر دی جاتی تھیں۔ وہ لونڈی جس کو دے دی گئی یا جس کی وہ ملکیت ہے، وہ اس کے ساتھ تعلق قائم کر سکتا ہے اس کی شریعت میں اجازت ہے۔ لیکن آج بہر حال لونڈیوں کی کوئی صورت باقی نہیں ہے۔ تاہم مرد اور عورت کا جنسی تعلق نکاح کی صورت میں چینلائز کیا گیا ہے۔ اس سے ہٹ جاؤ گے تو گناہ کبیرہ ہے۔ اس پر کار بند رہو تو چار شادیوں کی اجازت ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آج کے معاشرے میں کوئی ایک سے دوسری شادی کر کے دیکھ لے تو اس کو دن میں تارے دکھا دیئے جاتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ ہم حقیقی اعتبار سے اسلام سے دور ہیں۔ جو راستہ کھول دیا گیا اس میں کوئی ملامت نہیں۔ بہت سے واقعات ہوئے ہیں جن میں اس جائز راستے کی مخالفت ہوئی۔ مثلاً کسی شخص کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ اس کی عمر ساٹھ سال ہے، وہ دوسری شادی کرنے کا سوچتا بھی ہے تو پوری برادری اور خاندان اس کے خلاف ہو جائے گا۔ اس رویے کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن تو کہتا ہے کہ بیوہ خواتین اور رنڈوے مرد حضرات کی فوراً شادیاں کر دیا کرو۔ ہمارے معاشرے میں اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سب سے پہلے آپ کی اولاد آپ کے راستے میں کھڑی ہو جائے گی۔ اس لئے کہ ہمارے ہاں اسلامی اقدار نہیں ہیں جبکہ دوسرے راستے کھلے ہوئے ہیں۔ وہاں کوئی آپ پر انگلی نہیں اٹھائے گا۔ بہر حال اللہ کا فرمان یہ ہے کہ سیکس ڈسپلن کے لئے حلال راستوں کو آسان بنایا جائے اور ان خطوط پر اسلامی معاشرہ تشکیل دیا جائے۔ اگلی آیت میں دوسرے راستوں کی ممانعت ان الفاظ میں فرما دی گئی: ﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ (۷)﴾ ''اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ (اللہ کی مقرر کی ہوئی) حد سے نکل جانے والے ہیں۔'' جو جائز راستہ سے ہٹ کر کوئی راستہ اختیار کرے گا وہ اللہ کی نگاہ میں مجرم ہیں۔ آگے فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (۸)﴾ ''اور جو امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔'' اس آیت میں دو اوصاف بیان ہوئے ہیں۔ ایک بندۂ مومن کا تصور صرف یہی نہیں ہے کہ وہ نمازیں تو خوب پڑھتا ہے۔ حلیہ بھی بالکل شرعی ہے۔ ہاتھ میں بھی بڑی تسبیح ہے لیکن وعدے کی خلاف ورزی کرتا ہے، امانت میں ڈنڈی مار دیتا ہے۔ بندۂ مومن کے دل میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ عہد کی خلاف ورزی کرے یا امانت کے اندر خیانت کا ارتکاب کرے۔ اللہ کے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ((لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ)) ''جس شخص کے اندر اگر امانت داری کا وصف نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں۔'' یہ حدیث اتنی اہم ہے کہ اس کے بارے میں الفاظ ہیں کہ شاید ہی کبھی ایسا ہوا ہو کہ آنحضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا ہو اور اس میں یہ بات نہ فرمائی ہو۔ اس حدیث کا دوسرا ٹکڑا ہے: ((وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ)) ''اور جس کے اندر عہد کی پاسداری نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔'' بدقسمتی سے آج مسلمانوں میں یہ دونوں اوصاف ناپید ہیں۔ کرپشن کسے کہتے ہیں؟ عہد کی خلاف ورزی کرنا، امانت کے اندر ڈنڈی مارنا یہی کرپشن ہے اور کرپشن میں بحیثیت قوم ہمارا مقام کیا ہے، آپ سب کو معلوم ہے۔ دنیا میں کرپٹ ممالک کی جو رینٹنگ ہوتی ہے اس میں ہمارا مقام کہاں پہنچا ہوا ہے۔ جبکہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں اگر نہیں ہیں تو نہ دین ہے نہ ایمان ہے۔ ایک اعلیٰ کردار میں یہ چیزیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ پوری انسانیت ان دونوں کو مانتی ہے کہ یہ انسان کے اخلاق کے بنیادی اوصاف ہیں، عہد کی پاسداری اور امانت داری کا معاملہ بہت وسیع ہے۔ انسانوں کے آپس کے تمام معاملات اور تعلقات عہد اور امانت کے اوپر استوار ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب انسان ان دو چیزوں کا پورا اہتمام کرتا ہے تو اس کے تمام معاملات سنور جاتے ہیں۔ مثلاً جن کو منتخب کر کے اسمبلی میں ہم بھیجتے ہیں وہ اس قوم کے امین ہیں۔ اس اعتبار سے امانت کا تصور بہت وسیع ہے۔ اسی طرح اختیارات کا غلط استعمال بددیانتی ہے۔ اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہ کرنا بھی بددیانتی ہے۔ حلف اُٹھایا ہوا ہے اور اس کے خلاف آپ کر رہے ہیں تو یہ سب بددیانتی اور بدعہدی کے زمرے میں آتے ہیں۔ اگلی آیت میں پھر فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (۹)﴾ ''اور جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔'' جیسے ہی نماز کا وقت آیا بے چین ہو گئے کہ نماز پڑھنی ہے، کہیں وقت نکل نہ جائے۔ یہ نہیں ہے کہ کوئی توجہ دلائے گا تو نماز پڑھیں گے۔ یہ نہ ہو کہ وقت آیا اور گزر گیا بلکہ پورا احساس ہو، جس کی اعلیٰ ترین صورت یہ ہے جو آنحضور ﷺ نے فرمائی: ''مومن کا دل مسجد ہی میں اٹکا رہتا ہے۔'' وہ سات قسم کے لوگ جنہیں میدان حشر میں اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے تلے پناہ عطا فرمائیں گے۔ ان کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ ان کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے۔ ایک نماز پڑھ کے نکلا ہے، اسے اب اگلی نماز کا خیال ہے۔ کان انتظار کر رہے ہیں کہ آذان کی آواز آئے اور میں مسجد پہنچوں، اصل میں یہ مطلوب ہے۔ ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ (۱۰)﴾ ''یہی لوگ میراث حاصل کرنے والے ہیں۔'' یہ اوصاف جن کے اندر ہیں وہ جنت کے حقیقی وارث ہیں۔ ﴿الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۱۱)﴾ ''(یعنی) جو بہشت کی میراث حاصل کریں گے۔ (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے۔'' یہ ہے ایک مسلمان کا کردار جو ان گیارہ آیات میں بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اوصاف کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

عشرۂ ذوالحج اور قربانی کی فضیلت

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

ماہ ذوالحج کے پہلے دس دن بڑی فضیلت کے ہیں۔ اس ماہ کی نو تاریخ کو یوم عرفہ کہتے ہیں۔ اس دن حاجی میدان عرفات میں اکٹھے ہو کر خطبہ حج سنتے ہیں جو شخص اس دن میدانِ عرفات میں حاضر ہو گیا اس کا حج ہو گیا۔ حج ارکین اسلام میں سے ہے جو شخص رزق حلال صرف کر کے اور دیگر ضروری آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے حج ادا کرتا ہے۔ اس کے گناہ اس طرح دھل جاتے ہیں جس طرح وہ اس دن گناہوں سے پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔ جو لوگ حج ادا کرنے کے لیے اس دن میدانِ عرفات میں حاضر نہ ہوں وہ اس دن نفل روزہ رکھیں جو بڑی فضیلت کا باعث ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ کے دن کا روزہ اس کے بعد والے سال اور پہلے والے سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔"

نفلی روزوں میں ذوالحجہ کے پہلے نو دنوں کے روزے خاص فضیلت رکھتے ہیں ان کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کے نوافل شب قدر کے نوافل کے برابر ہیں۔ (جامع ترمذی) قرآن مجید کی سورۃ الفجر کے آغاز میں دس راتوں کا ذکر ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ دس راتیں ماہ ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ ماہ ذوالحجہ کی دس تاریخ کو عیدالاضحیٰ منائی جاتی ہے۔ اس دن حاجی صاحبان منیٰ میں قربانیاں کرتے ہیں۔ اس قربانی کی بڑی فضیلت ہے: حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحابؓ نے عرض کیا:

((مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟؟ قَالَ ((سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)) قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ)) قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ)) (رواہ احمد وابن ماجہ)

"یارسول اللہ ﷺ! ان قربانیوں کی کیا حقیقت اور کیا تاریخ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے (روحانی اور نسلی) مورث حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے (یعنی سب سے پہلے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا حکم دیا گیا اور وہ قربانی کیا کرتے تھے' ان کی اس سنت اور قربانی کے اس عمل کی پیروی کا حکم مجھ کو اور میری امت کو بھی دیا گیا ہے)۔ ان صحابہؓ نے عرض کیا: پھر ہمارے لیے یارسول اللہؐ ان قربانیوں میں کیا اجر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: قربانی کے جانور کے ہر ہر بال کے عوض ایک نیکی۔ انہوں نے عرض کیا: تو کیا ان کا بھی یارسول اللہؐ یہی حساب ہے؟ (اس سوال کا مطلب تھا کہ بھیڑ' دنبہ' مینڈھا' اونٹ جیسے جانور جن کی کھال پر گائے بیل یا بکری کی طرح کے بال نہیں ہوتے بلکہ اون ہوتی ہے' اور یقیناً ان میں سے ایک ایک جانور کی کھال پر لاکھوں یا کروڑوں بال ہوتے ہیں' تو کیا ان اون والے جانوروں کی قربانی کا ثواب بھی' ہر بال کے عوض ایک نیکی کی شرح سے ملے گا؟) آپؐ نے فرمایا: "ہاں! اون یعنی اون والے جانور کی قربانی کا اجر بھی اسی شرح اور اسی حساب سے ملے گا کہ اس کے بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی)۔"

یہ قربانی حج کے مناسک میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ مدینے میں ہوتے تھے مگر ہر سال ۱۰ ذوالحج کو قربانی کرتے تھے۔ حدیث مبارکہ ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ عَشَرَ سِنِيْنَ يُضَحِّيْ (جامع ترمذی)

"حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ہجرت کے بعد) مدینہ طیبہ میں دس سال قیام فرمایا اور آپ برابر (ہر سال) قربانی کرتے تھے۔"

قربانی رسول اللہ ﷺ کے نزدیک اتنی فضیلت کا باعث ہے کہ آپ اپنی وفات سے قبل حضرت علی ؓ کو وصیت فرما گئے کہ وہ ہر سال اُن کی طرف سے قربانی پیش کیا کریں۔

عَنْ حَنَشٍ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهٗ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوْصَانِيْ اَنْ اُضَحِّيَ عَنْهُ فَاَنَا اُضَحِّيْ عَنْهُ

"حنش بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے دیکھا تو میں نے ان سے عرض کیا کہ یہ کیا ہے (یعنی آپ بجائے ایک کے دو مینڈھوں کی قربانی کیوں کرتے ہو؟) انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپ کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں' تو ایک قربانی میں آپؐ کی جانب سے کرتا ہوں۔" (جامع ترمذی)

آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ عیدالاضحیٰ کی نماز ادا کرنے کے بعد قربانی کی جائے۔ اگر کسی نے نماز سے پہلے قربانی کر دی تو درست نہیں۔ قربانی کی اہمیت واضح کرنے کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهٗ لَيَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا)) (جامع ترمذی)

"ذی الحجہ کی دسویں تاریخ یعنی عیدالاضحیٰ کے دن فرزند آدم کا کوئی عمل اللہ کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں' اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ (زندہ ہو کر) آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے' پس اے خدا کے بندو دل کی پوری خوشی سے قربانیاں کیا کرو۔" (جامع ترمذی' سنن ابن ماجہ)

اس قدر غم ہے......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

تاریخ کے ابواب میں حیرت سے پڑھتے آئے تھے کہ جب ہلاکو کی فوجیں بغداد پر چڑھی چلی آ رہی تھیں تو اتنے ہلاکت خیز طوفان سے بے نیاز کلامی بحثوں کا بازار گرم تھا۔ آج وہی منظر چار ہفتوں سے یہاں دن رات دیکھنے میں آ رہا ہے۔ ہزاروں ارب ڈالر کا نقصان، بڑھتے چلے آتے سیلابی ریلوں، ملکی معیشت کے لیے، تنفس بحال کرنے کے لیے ضروری منصوبوں کی منسوخی کے علی الرغم بحث مباحثوں، باہم سر پھٹول کا گرد باد دھول اڑا رہا ہے۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا، کان پڑی سنائی نہیں دے رہی۔ قومی دیوانگی، حماقتوں، مضحکہ خیزیوں کے ورلڈ ریکارڈ قائم کر کے ایک نئی بھوت جمہوریت دنیا دیکھ رہی ہے۔ بے شمار اتار چڑھاؤ کے بعد حسینۂ جمہوریت ہم زبان و یک جان ہو کر مشترکہ اجلاس ہائے پارلیمنٹ میں (دو مامور شدگان کی) سازش کا تختہ الٹنے کے بالکل قریب پہنچ گئی تھی۔ عین بیچ سے چنگاری پھوٹی اور سارا اتفاق رائے بھسم ہو کر رہ گیا۔ دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا! دو چودھریوں کی اناؤں کے آتش فشاں کی چوٹیوں سے امڈتا لاوا سب کچھ بہا کر لے جانے لگا۔ ایک طرف گرتے گھروں، مرتے شہریوں، تاریکی میں، سیلابی ریلوں میں ڈوبتے شہروں، بھارت کے چھوڑے لاکھوں کیوسک پانی میں بہتی فصلوں کا منظر ہے۔ چینی صدر کے منسوخ ہوتے دورے پر معیشت، بین الاقوامی ساکھ، قومی وقار (اور مایوسیوں میں گھری) قوم کے لیے شدید نفسیاتی دھچکے کے اثرات کا منظر ہے۔ نگاہ اٹھا کر ملک کے مقتدرین کو دیکھیے جو قیادت و سیادت کے منصب پر فائز ہیں۔ کس کھیل، مشاغل میں مصروف ہیں؟ شاہراہِ دستور کے تصویری مناظر دیکھیے۔ انہیں تخلیق کرنے والے ہاتھ ہمارے اپنے ہیں۔ لا کر بٹھانے، خاطر تواضع کرنے، پچکارنے، چمکارنے والے۔ بدترین موسم کے تھپیڑوں میں، ملک کے بدترین حالات سے بے نیاز جمے ڈٹے رہنے پر ثابت قدم رکھنے والے۔ نہ را، نہ موساد، نہ سی آئی اے۔ یہ ہم ہیں بقلم خود! جو حشر شاہراہِ دستور کا ہے وہی آئین، دستور اور قانون کا بھی ہے۔ ایک تصویر پر آپ کو دیہات کے پبلک حمام کا گمان ہوتا ہے۔ مگر ستم ظریفی ہے کہ یہ پارلیمنٹ ہاؤس کا سامنے کا لان ہے جس پر صابن کا اشتہار نما ایک شخص غسل فرما رہا ہے۔ جمہوریت کی حکمرانی کی سب سے پرشکوہ عمارت، علامت اب حمام بھی ہے طعام گاہ بھی اور بیت الخلاء بھی۔ نخل جمہوریت کی آبیاری وزرخیزی کا ضرب المثل ریکارڈ توڑ فراہمیٔ کھاد انتظام یہاں کیا گیا۔ سی ڈی اے اور ممبران 245 کے تحت اس اہتمام کے تاحیات شکر گزار رہیں گے۔ آئی ڈی پی کیمپوں کے مناظر، رنگ برنگے خانہ بدوش خاندانوں، عورتوں بچوں کے مناظر۔ پکتی ہانڈیوں نہاتے بابوں، دھلتے کپڑوں کے مناظر۔ عوام کی حکومت، عوام کے لیے! کیا ایسا منظر جی ایچ کیو میں ممکن ہے؟ انقلابی عوام پولیس، سرکاری افسران، سیکرٹریٹ ملازمین کو نوکیلے ڈنڈوں کی نوک پر ناکے لگا کر ہینڈز اپ کروائے ہوئے ہیں۔ 20 وزارتوں کا کام ٹھپ ہے۔ یہ ہوئی نا عوام کی حکمرانی۔ سلطانی جمہور کا آتا ہے زمانہ۔ سنتے آئے تھے اب دیکھ بھی لیا۔ پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس جب انقلاب پر بھاری پڑنے لگا تو دو انتظام ہو گئے۔ ایک الطاف حسین نے اچانک کھمبا نوچ کر اپنے ارکان اسمبلی کو استعفے جمع کروانے کا حکم دے دیا۔ اور مجبور و مقہور ارکان مامور بہ اطاعت تھے سو کر گزرے! لندن میں طنابیں کھنچتی ہیں۔ نتائج یہاں نظر آتے ہیں۔ دوسرا شوشہ حکومت و اپوزیشن کے دو چودھریوں (نثار و اعتزاز) نے باہم دگر الجھ کا چھوڑ دیا۔ جاوید ہاشمی نے جس غبارے سے ہوا نکال دی تھی وہ از سر نو بھرنے لگا! اب کسے رہنما کرے کوئی! عمران قادری استقامت کے پیچھے اصل طوفان کا مرکز و محور تو خارجہ پالیسی وضع کرنے کا حق ہے۔ 9/11 کے بعد تمام مسلم ممالک کے وزرائے خارجہ واشنگٹن والی سرکار کے تابع ہوتے ہیں۔ جو کوئی آزاد ہونے کی کوشش کرتا ہے اسے ایسے ہی حادثات، واردات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ترکی ہو یا پاکستان۔ سرتاج عزیز میں سے جان کیری کی آواز نکلنی چاہیے۔ (جنات کے حلول کر جانے اور نکلوانے کے مناظر نیٹ پر دیکھ لیجیے۔ ایسی ہی جان کنی سی کیفیت ہوتی ہے جس کا پاکستان کو سامنا ہے اس وقت!) اس اعصاب شکن ڈرامے میں فرماتے ہیں۔ مذاکرات جمہوریت کا حسن ہے۔ جمہوریت سوکھ سڑ کر کالی توری بن گئی۔ سیاستدان ہر مرتبہ کسی نئی چیز کو حسن قرار دے کر پھر عالمی مقابلۂ حسن نظامہائے طرز سیاست میں اس لیلیٰ کو لا کھڑا کرتے ہیں۔ این آر او جمہوریت، ایم کیو ایم (12 مئی) جمہوریت، بھتہ خور ٹارگٹ کلر جمہوریت، ایک ایک سیٹ پر سوداگری کرتی، دام کھرے کرتی جمہوریت، عوام کو بنیادی ضرورتوں سے محروم کر کے خط غربت کے نیچے لا لا بٹھاتی جمہوریت۔ دیوار سپریم کورٹ کو دھوبی گھاٹ بناء لینے والی دیوار گریہ جمہوریت، ریڈ زون (قومی وقار و استحکام کی علامت) میں قبریں کھود کر بول و براز سے بھر کر شجر ہائے جمہوریت کو زرخیزی بخشتی جمہوریت......! کبھی قادری کی شام غریباں جمہوریت، کبھی سٹیج پر موسیقی پر بوڑھی سٹھیائی کمریں لچکاتی جمہوریت۔ اور کبھی جمہوریت کے سینے میں گڑا بھاری فوجی بلڈوزر لیے المناک روتی دھوتی جمہوریت۔ قوم کی آنکھیں جمہوریت دیکھتے دیکھتے پتھرانے لگی ہیں۔ اسی جمہوریت کا ایک پھل جس کا تذکرہ، چرچا کرتے نہیں تھکتے وہ شعبۂ تعلیم میں لہلہاتی علم کی کھیتیاں ہیں۔ آیئے وہ بھی دیکھتے چلیں۔ اسلام آباد کے سکول، تعلیمی ادارے چار ہفتے سے جمہوریت اور انقلاب کی خدمت کر رہے ہیں۔ لہٰذا 60 سکول پولیس کے زیر استعمال تھے۔ (ملک بھر سے انقلابی ڈنڈے کھانے کے لیے پولیس منگوائی تھی) اب 33 سکول خالی کروا لیے ہیں۔ 27 سکول ابھی پولیس کے زیر استعمال ہیں۔ پختونخوا میں تعلیم کا فروغ دیکھنا چاہیں تو 100 سکول جبری بے گھروں کے زیر استعمال ہیں۔ ان کے بچوں کو یوں بھی تعلیم، روزگار، ترقی کی ضرورت نہیں۔ خیراتی خیمے، خیراتی رہائش گاہیں (یا حراستی مراکز) ان (بقیہ صفحہ 14 پر)

دنیا کی حقیقت

ناہید بنت الیقین

دنیا کی اصل:

''دنیا'' درحقیقت دین کی راہ کی منزلوں میں سے ایک منزل بھی ہے۔ جس سے گزرے بغیر دین کے اختتام (آخرت) تک نہیں پہنچا جاسکتا۔ انسان کی موت سے پہلے جو چیز قریب ہے، اس کا نام دنیا ہے اور جو موت کے بعد قریب ہوتی ہے اس کا نام آخرت ہے۔

دنیا کی تخلیق کا مقصد سوائے اس کے اور کیا ہے کہ آخرت کا سامان بہتر سے بہتر اس جگہ سے اکٹھا کرلے۔ انسان اپنی پیدائش کے وقت انتہائی سادہ اور کمزور ہوتا ہے۔ مگر اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھر پور صلاحیت رکھی ہے کہ اپنی صفات کو کمال تک پہنچائے اور اپنے آپ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو کرنے کے لیے اس دنیا میں جدوجہد کرے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو انسان اپنے حواس سے پہچانتا ہے مگر ان حواسوں کو ایک جسم چاہئے تھا۔ فقط اسی لیے انسان کو جسم عطا ہوا۔ اسی لیے جب انسان کا جسم اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ انسان آخرت کے سفر پر روانہ ہوگیا۔ وہ اپنے تمام حواسوں کے ساتھ اُس سفر پر روانہ ہوتا ہے اور جسم کا لبادہ اسی دنیا کی مٹی میں دفن کردیتا ہے۔ تو یوں سمجھیں کہ آخرت کے لیے جو توشہ اس نے کمانا تھا، اس کی سواری اس کا جسم بنا، جس کی مدد سے اس نے اپنے لیے تو نیکی کمائی یا بدی اور اپنا ٹھکانہ معین کیا۔

اس کی مثال اس اونٹ کی سی ہے جو حاجی کو مقام حج تک پہنچا دیتا ہے۔ حاجی اونٹ کے لیے نہیں ہوتا، بلکہ اونٹ حاجی کے لیے ہوتا ہے۔ دوران سفر اونٹ کو بقدر ضرورت چارہ دینا تو ضروری ہے۔ لیکن اگر حاجی تمام دن اس سواری کو چارہ دینے اور سجانے میں صرف کردے گا، تو نہ صرف قافلہ سے پیچھے رہ جائے گا بلکہ حج کی سعادت سے بھی محروم ہوجائے گا۔

بالکل اسی طرح اگر آدمی بدن کی دن رات خبر گیری کرتا رہے۔ جو درحقیقت صرف اس سواری کی مانند تھا جو اسے منزل تک پہنچانے میں مددگار ہوتی ہے۔ تو یقیناً سعادت سے محروم ہوجائے گا۔

بدن کی ضرورتیں:

دنیا کی اصل تین چیزیں ہیں، جو بدن کی ضرورتیں کہلاتی ہیں۔ (1) طعام (2) لباس (3) مسکن (گھر) ان تین چیزوں کے حصول کے لیے تین چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ (1) سیاست (2) حکومت (3) دنیا کے علوم

ان چیزوں کو اگر بقدر حاجت استعمال کیا جائے تو ایسی دنیا مذموم نہیں، لیکن اگر بقدر ضرورت استعمال کریں تو یاد رکھنا چاہئے کہ انسانی ضرورتوں کی کوئی انتہا نہیں۔ بڑھانے سے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یوں دنیا کے حصول کی خواہش میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور آدمی مقصد کو گم کر بیٹھتا ہے۔

دنیا کے جادو

حضور ﷺ نے فرمایا ''ہاروت وماروت کے جادو سے دنیا کا جادو زیادہ بڑھ کر ہے۔'' لہٰذا ضروری ہے کہ اس دنیا کے جادو کا مکروفریب خوب اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔

دنیا کا پہلا جادو یہ ہے کہ وہ خود کو آدمی پر اس طرح ظاہر کرتی ہے کہ گویا وہ اس آدمی سے محبت کرتی ہے، جبکہ دنیا کی حقیقت یہ ہے کہ وہ سایہ کی طرح ہے کہ نظر آتا ہے کہ ہے اور ہمیشہ ساتھ ساتھ رہتا ہے، مگر حقیقتاً نہ کوئی وجود رکھتا ہے اور نہ دیرپا ہے۔

اس کا دوسرا جادو یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے آپ کو آدمی کا دوست بتاتی ہے تاکہ اس آدمی کو اپنا عاشق بنائے، لیکن اچانک اس کو چھوڑ کر چلی جاتی ہے جبکہ آدمی اس دنیا کو محبوب بنا کر چھوڑنا نہیں چاہتا۔

دنیا کا تیسرا جادو یہ ہے کہ اپنی ظاہری صورت کو آراستہ رکھتی ہے۔ اور اس کے پیچھے جو بلا اور مصیبت ہے اُسے پوشیدہ رکھتی ہے، تاکہ نادان آدمی اس کے ظاہر کو دیکھ کر اس پر مرمٹے۔ بالکل ایسے جیسے بڑھیا بدصورت عورت نقاب لگا کر حسین لباس سے آراستہ اور سج دھج کر اپنے عاشق بنائے اور جب نقاب ہٹے تو وہ عاشق ذلیل وخوار ہوجائے۔

حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن دنیا کو انتہائی بری حالت میں لوگ دیکھیں گے اور پوچھیں گے کہ یہ بدحال رسوا بُری صورت کون ہے؟ فرشتے کہیں گے یہ وہی دنیا ہے جس کے پیچھے تم آپس میں حسد، دشمنی کر کے ایک دوسرے سے لڑتے مرتے تھے۔ رشتہ داریاں چھوٹیں اور اس پر فریفتہ ہوگئے۔ پھر دنیا کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ وہ کہے گی، یا خدایا، جو میرے عاشق تھے، دوست تھے، وہ کہاں ہیں؟ حق تعالیٰ فرمائے گا اُن لوگوں کو بھی اس کے ساتھ دوزخ میں پہنچا دو۔ (نعوذ باللہ)

اس کا چوتھا جادو یہ ہے کہ اس کی لذت کے بدلے قیامت میں مصیبتیں اور ذلت ہے۔ جو اس کی جتنی لذت میں مبتلا ہوگا اُتنا ہی آخرت میں رسوا اور ذلیل ہوگا۔ جیسے مثال اس شخص کی جو بہت عمدہ اور خوب مرغن کھانا کھائے اور یہاں تک کھائے کہ معدہ خراب ہوجائے اور سب کے سامنے قے کردے۔ یوں لذت ختم ہو کر نہ صرف منہ میں کڑواہٹ لگے گی، بلکہ جسمانی تکلیف بھی اٹھائے گا اور سب کے سامنے رسوا بھی ہوگا۔ یا جیسے یہ کہ جتنا بھاری، مرغن کھانا کھائے گا اتنا ہی بدبودار فضلہ خارج ہوگا۔ یہ حقیقت جان کنی کے عالم میں صاف ظاہر ہوجاتی ہے یعنی جتنا آدمی اس دنیا کی رونقوں سے دل لگائے گا، اتنی ہی تکلیف جان نکلنے کے وقت پائے گا۔ دنیا کی رونقیں باغات، نوکر چاکر، مکان یا سونا چاندی کو چھوڑنے کا رنج شدید اذیت کا سبب بنے گا۔

اس کا پانچواں جادو یہ ہے کہ دنیا کے کام جو سامنے دکھائی دیتے ہیں، وہ تھوڑے محسوس ہوتے ہیں۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اس کام کی مصروفیت تو زیادہ نہیں ہوگی۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ اس دنیا کے ایک کام سے سو اور دنیاوی کام پیدا ہوجاتے ہیں اور اس کی تمام عمر دنیا کے جھمیلوں میں گزر جاتی ہے۔ یہ جادو بھنور کے دائرے کی طرح ہے کہ جو اس کے بیچ آیا، وہ ڈوبا ہی ڈوبا۔

اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ طالب دنیا ایسا ہے جیسے سمندر کا پانی پینے والا کہ جتنا زیادہ پیتا ہے، اتنا ہی زیادہ پیاسا ہوتا ہے، یہاں تک کہ اتنا پیتا ہے کہ ہلاک ہوجاتا ہے مگر اس کی پیاس پھر بھی نہیں بجھتی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص

پانی میں جائے اور تر نہ ہو۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ کوئی شخص دنیا کے کام میں لگے اور آلودہ نہ ہو۔

دنیا کی مذمت (احادیث وآثارِ صحابہؓ کی رو سے)

حضور ﷺ ایک روز ایک مردہ بکری کے قریب سے گزرے تو فرمایا: ''دیکھو یہ مردار کس قدر خوار ہے کہ کوئی اس کی طرف دیکھنے کو بھی تیار نہیں۔ قسم ہے اس رب کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل وخوار ہے۔ اگر وہ اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو کوئی کافر چلو بھر پانی نہ پی سکتا۔'' اور فرمایا: ''دنیا کی دوستی تمام گناہوں کی سردار ہے۔''

حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''دنیا خانہ بدوشوں کا گھر ہے اور مفلسوں کا مال ہے۔ اسے وہ لوگ جمع کرتے ہیں جو عقل سے محروم ہیں اور اس کے حصول میں لوگوں سے دشمنی وہ لوگ پیدا کرتے ہیں جو علم سے کورے ہیں اور اس کے معاملے میں حسد وہ کرتا ہے جو فکر کی نعمت سے محروم ہے۔''

آپؐ کا ایک اور ارشادِ گرامی ہے: ''جو کوئی صبح کو اٹھے اور اسی وقت دنیا کی طرف متوجہ ہو جائے تو وہ خاصانِ خدا میں سے نہیں اور وہ چار باتوں میں ہمیشہ گرفتار رہے گا: (1) رنج (2) ہمیشہ کا فقر (3) وہ امیدیں جو کبھی ختم نہ ہوں (4) وہ مصروفیات جس میں صرف دولت کا حصول ہو۔

ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم چاہتے ہو کہ تمہیں دنیا اصل شکل میں دکھادوں؟'' یہ فرما کر میرا ہاتھ پکڑا اور ایسی جگہ لے گئے جہاں آدمیوں اور بکریوں کی کھوپڑیاں پرانے کپڑے اور لوگوں کی گندگیاں پڑی تھیں۔ فرمایا: ''تمہارے سروں کی طرح ان کے سر بھی حرص وہوا سے پُر تھے۔ آج یہ ایسی ہڈیاں ہیں جن پر گوشت نہیں اور یہ بھی جلد خاک ہو جائیں گی۔ اور یہ گندگی وہ انواع و اقسام کے کھانے ہیں جو بڑی محنت سے لائے گئے اور بڑی رغبت سے کھائے گئے تھے۔ اور یہ چیتھڑے وہ لباسِ فاخرہ ہیں جو وہ پہنا کرتے تھے، اور یہ چوپایوں اور سواریوں کی ہڈیاں ہیں جن پر تکبر کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے اور سیر سپاٹے کرتے تھے۔ بس یہی دنیا کی حقیقت ہے۔ اب جو شخص اس پر رونا چاہے، وہ رولے کہ یہی رونے کی جگہ ہے۔'' چنانچہ حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ وہاں موجود ہم سب رونے لگے۔

آپؐ ایک بار باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ ''تم میں سے کون ایسا شخص ہے جو اندھا ہو اور یہ خواہش رکھتا ہو کہ اللہ اُسے بینا کر دے۔ اچھی طرح جان لو کہ جو دنیا کی رغبت رکھنے والا اور اس سے امیدیں باندھنے والا ہو، اس کے دل کو اللہ تعالیٰ اندھا کر دیتے ہیں۔ حبِ دنیا کا ثمرہ کیا ہے؟ تمام کوتاہیوں میں سب سے بڑی کوتاہی دنیا کی محبت اور شہوت پرستی ہے اور اس کا لازمی نتیجہ غم ہے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس طرح آگ اور پانی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، اسی طرح دنیا اور آخرت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

اقوالِ صحابہ کرام ؓ:

حضرت علی ؓ کا فرمان ہے: ''جس نے چھ کام کر لیے اس نے بہشت طلب کرنے اور دوزخ سے بچنے کا کوئی کام باقی نہیں چھوڑا۔ (1) اللہ کو جانا اور اس کا حکم بجالایا (2) شیطان کو جانا اور اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو گیا (3) حق بات کو جانا اور اس پر قائم ہو گیا (4) ناحق کو سمجھا اور اس سے دستبردار ہو گیا (5) دنیا کو پہچانا اور اس کو ترک کر دیا (6) آخرت کو پہچانا اور اس کی طلب میں قائم رہا۔''

حضرت ابن مسعود ؓ نے فرمایا: ''جو دنیا میں آیا وہ مہمان ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہے، وہ عاریتاً ہے پس مہمان کا واپس جانا اور چیز کا لوٹانا ضروری ہے۔''

حضرت علی ؓ نے فرمایا: ''دنیا چھ چیزوں کا مجموعہ ہے: کھانا، پینا، پہننا، سونگھنا، سواری اور نکاح۔ سو جان لو کہ تمام طعام (کھانا، پینا) میں بہترین شہد ہے جو ''مکھی کا لعاب'' ہے۔ سب سے بہترین کپڑا حریر ہے، جو کیڑوں سے پیدا ہوتا ہے۔ سونگھنے میں بہترین مشک ہے جو ہرن کا خون ہے۔ سواریوں میں بہترین گھوڑا ہے جس کی پیٹھ پر بیٹھ کر لوگ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں اور شہوتوں میں سب سے عظیم تر عورت سے محبت کرنا ہے اور سوائے اس کے اور کیا ہے کہ ایک قابلِ شرم حصہ دوسرے کے قابلِ شرم حصے سے مل جائے۔

اقوالِ بزرگانِ دین:

حضرت حسن بصریؒ نے کہا کہ موت کے وقت آدمی کے دل میں یہ تین حسرتیں رہتی ہیں: (1) جو کچھ جمع کیا تھا اس سے سیر نہ ہوا (2) جو دل کی آرزو تھی وہ پوری نہ ہوئی (3) آخرت کا کام جیسا کرنا چاہیے تھا ویسا نہ کیا۔

حضرت یحییٰ بن معاذؒ کا قول ہے کہ دنیا شیطان کی دکان ہے۔ اس کی دکان سے کچھ نہ اٹھا، ورنہ یہ تیرے پیچھے پڑ جائے گا۔

دنیا مذموم کی حقیقت

دنیا کی مذمت کے بارے میں جاننا چاہیے کہ دنیا پوری کی پوری مذموم نہیں ہے۔ بلکہ دنیا میں ایسی چیزیں بھی ہیں جو بظاہر دنیا کا حصہ ہیں اور دنیا ہی سے حاصل کی جاتی ہیں مگر آخرت کے سدھارنے کے کام آتی ہیں۔

دنیا میں جو کچھ ہے اس کی 3 قسمیں ہیں۔

(1) وہ تمام اشیا جن کا ظاہر اور باطن سب دنیا ہی کے لیے ہو، یہ تمام سب کے سب گناہ ہیں۔ اچھی نیت کے ساتھ کرنے کے باوجود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ان کی کوئی جزا نہیں۔ اس میں وہ تمام لذات شامل ہیں جو مرنے کے بعد فنا ہو جاتی ہیں۔ ان کا تعلق صرف دنیا سے ہوتا ہے۔ مثلاً عیش وعشرت، غفلت، تکبر، کیونکہ یہ تمام دنیاوی ذائقے ہیں اور اس عالمِ فانی اور دل لگنے کا سبب بھی۔ اور ان سے قطعاً دین کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس طرح کی تمام چیزیں ملعون ہیں۔

(2) دوسری قسم وہ اعمال ہیں جو بظاہر اللہ تعالیٰ کے لیے ہوں لیکن ممکن ہے کہ نیت کے باعث وہ دنیاداری میں داخل ہو جائیں۔ اس سے مراد وہ لذات ہیں جو مرنے کے بعد بظاہر فنا ہو جاتی ہیں مگر آخرت کے درجات بڑھانے کا سبب ہوتی ہیں۔ مثلاً نکاح، طعام، رہائش، مگر جو حاجت کے مطابق ہوں۔ جو شخص دنیا میں ان پر قناعت کرے اور بس اتنا حاصل کرے کہ فراغت سے دین کا کام کر سکے یعنی ضروریاتِ زندگی سے محرومی کے باعث دین میں رکاوٹ نہ ہو۔ ایسا شخص دنیادار نہ کہلائے گا۔ نہ ایسی دنیا مذموم ہے۔

(3) تیسری قسم میں وہ عبادات اور عملِ صالح ہیں جس سے فقط آخرت مطلوب ہو مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ علمِ دین وغیرہ بشرطیکہ اس میں نیت کا فتور نہ شامل ہو جائے، یعنی اگر علم اس لیے حاصل کیا جائے کہ جاہ وحشمت میں اضافہ ہو اور عبادتِ الٰہی اس لیے کرے کہ لوگ اسے پارسا سمجھیں تو یہ عمل دنیا کے لیے ہوئے اور لعنت کے قابل ہوں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بڑائی اور فخر کی خاطر دنیا طلب کی اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہ ہوگا۔ اور اگر وہ صحیح نیت سے بقدرِ ضرورت دنیا طلب کر لے تو قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند روشن ہوگا۔

یوں ہمیں معلوم ہوا کہ تمام دنیا کے کاموں میں سے جو زادِ آخرت کے طور پر ہو وہ مذموم نہیں ہے۔ اور جو دنیا کی طلب ناز ونعم کی طرف لے جائے، اس کا آخرت کے راستے سے کچھ سروکار نہیں ہوگا۔ لہٰذا جو دنیا کو بقدرِ ضرورت استعمال کرے گا، وہ جنتی ہے۔

حضرت اویس قرنیؒ کا طرزِ زندگی:

حضرت اویس قرنیؒ دنیا سے اس طرح دست بردار ہو گئے کہ لوگ ان کو دیوانہ سمجھنے لگے تھے۔

ایک بار حضرت عمرؓ منبر پر تشریف فرما تھے اور آپؓ نے قرن کے رہنے والے ایک شخص سے حضرت اویس قرنیؒ کا حال دریافت کیا، جس پر اس شخص نے حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! وہ اس مرتبہ کے شخص نہیں کہ آپؓ ان کا حال دریافت کریں۔ قرن والوں میں تو وہ احمق، دیوانہ محتاج اور بہت ہی ادنیٰ درجہ کا شخص ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ رو دیئے اور فرمایا کہ میں اُن کا حال اس لیے دریافت کر رہا ہوں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ اس ایک بندے کی سفارش اور شفاعت سے قبیلہ ربیعہ اور مصر کے لوگوں کی تعداد کے برابر اللہ کے بندے جنت میں جائیں گے۔

دنیا کی مصیبت و فائدہ کی شاخ مال ہے:

اے عزیز! اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ دنیا کے حصول اور اس میں دل لگانے کی بہت سی جہتیں (شاخیں) ہیں جن میں ایک شاخ مال کی نعمت بھی ہے۔ اس کا فتنہ دوسرے فتنوں میں سب سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ مال کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ یہ عیش و عشرت کا ذریعہ بھی ہے اور دنیاوی زندگی اس کے بغیر ممکن بھی نہیں۔ مال کے نہ ہونے کی صورت میں انسان سے صبر نہیں ہو سکتا۔ یہ نہ ہو تو محتاجی کا سامنا بھی ہوگا اور کفر کا اندیشہ بھی۔ اور اگر مل جائے تو غرور و تکبر میں مبتلا ہونے کا خطرہ بھی ہے۔

بہر حال مال فائدہ اور نقصان دونوں سے خالی نہیں انسان کا فرض ہے کہ مال کی آفت سے بچنے کا اہتمام کرے اور فائدے کے مطابق اس کی جستجو یعنی حصول کی کوشش بھی کرے۔

مال کی دوستی کی کراہت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (٩)﴾ (المنافقون)

”اے ایمان والو! نہ ہلاکت میں ڈالے تم کو تمہارے مال اور نہ اولاد۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا وہی خسارہ پانے والا ہوگا۔“

ارشاد نبویؐ ہے کہ جاہ و مال کی محبت انسان کے دل میں نفاق کو اس طرح اگاتی ہے جس طرح سبزہ کو پانی، اور فرمایا دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے گلہ میں ایسی تباہی پیدا نہیں کرتے جس قدر کہ مال و جاہ کی محبت مسلمان کے دل میں تباہی پیدا کرتی ہے۔

کسی شخص نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ حضورؐ میں کیا کروں کہ میرے پاس کسی طرح کا توشۂ مرگ (زادِ آخرت) نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس مال ہے؟ ان صحابیؓ نے کہا کہ جی ہاں! آپؐ نے فرمایا کہ تم اس مال کو اپنے آگے بھیج دو۔ یعنی صدقہ کر دو، کیونکہ انسان کا دل اپنے مال کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ اگر دنیا ہی میں چھوڑ کر جائے گا تو کچھ کام نہ آئے گا اور اگر آگے بھیج دے گا تو وہ رب کے پاس ذخیرہ ہو جائے گا۔

آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا چھوڑا اور فرشتے دریافت کرتے ہیں کہ اپنے آگے کیا بھیجا؟

جناب یحییٰ بن معاذؒ کا ارشاد ہے کہ مال والے کے لیے مرتے وقت دو مصیبتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اب سارا مال ہاتھ سے نکل رہا ہے اور دوسری مصیبت یہ کہ اس مال کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔

بزرگانِ دین نے مال کو سب سے کم درجہ کی نعمت شمار کیا ہے۔ اور اس میں سوائے اس کے اور کوئی فائدہ نہیں کہ مال کو غذا اور لباس کی فراہمی پر بقدرِ ضرورت خرچ کیا جائے کیونکہ کھانا اور کپڑا ضروریاتِ زندگی میں سے ہے۔

پس جس شخص نے اس بات کا علم حاصل کر لیا اور اس حقیقت کو سمجھ گیا وہ ہرگز مال کو دوست نہ بنائے گا۔ وہ عقلمند صرف اپنے مقصد (یعنی عبادتِ رب) تک پہنچنے کے لیے اس مال کو دوست رکھتا ہے۔ لیکن فقط وہ مال جو دنیا داری کے لیے ہو، وہ اُسے مطلوب نہیں ہوتا۔ اسی لیے اس حقیقت سے غافل شخص کے لیے آپؐ نے فرمایا:

”درہم و دینار کا بندہ اندھا ہوتا ہے۔“

پس خوب جان لینا چاہئے کہ مال سانپ کی مانند ہے۔ اس میں زہر بھی ہے اور تریاق بھی۔ جب تک زہر سے بچنے کا منتر نہ آتا ہو، زہر میں ہاتھ نہ ڈالنا چاہئے۔ ورنہ اس کے اثر سے ہلاک ہو جائے گا۔

اس زہر کا منتر یہ ہے کہ حلال کمائی کرے اور حلال و جائز جگہ خرچ کرے۔ دوسرا منتر یہ ہے کہ مال کی مقدار پر نظر رکھے اور حاجت سے زیادہ جمع نہ کرے اور حاجت سے زیادہ کو مساکین پر خرچ کر دے۔

تیسرا منتر یہ ہے کہ ہر وقت یہ خیال کرے کہ جو کچھ مال کماتا ہوں، وہ صرف اس لیے ہے کہ عبادت میں دل لگے اور جو نہیں کماتا، وہ اس لیے کہ وہ حرام ہے اور عبادت میں خلل ڈالنے والا ہے۔

سو اس طرح کا مال کمانے والے کے حق میں تریاق ہے۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ ”اگر کوئی شخص سارے جہان کا مال صرف اللہ کے لیے حاصل کرے تب بھی وہ زاہد ہے اور اس کے برعکس اگر کوئی شخص دنیا سے دست بردار ہو جائے لیکن اس میں للّٰہیت نہیں تو وہ زاہد نہ ہوگا۔“

حضرت فاطمہؓ کا صبر و شکر:

حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ کی خدمت میں رسائی حاصل تھی۔ ایک دن حضور ﷺ نے مجھ سے حضرت فاطمہ ؓ کی عیادت کے لیے چلنے کو کہا۔ جب سیدہ کے دروازے پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹا کر اندر آنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے حضور ﷺ کو اندر آنے کی اجازت دی اور کہا یا رسول اللہ میرے تمام بدن پر سوائے ایک کمبل کے اور کچھ نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، وہی اپنے جسم پر لپیٹ لو۔ حضرت سیدہ نے عرض کیا تمام بدن تو میں نے لپیٹ لیا لیکن سر کھلا ہے۔ آپؐ نے پرانی چادر پھینک دی اور کہا کہ اس سے سر لپیٹ لو۔ پھر حضور ﷺ اندر تشریف لے گئے اور پوچھا اے عزیزہ کیا حال ہے۔ انہوں نے عرض کیا نہایت بیمار ہوں اور بھوک کی وجہ سے تکلیف زیادہ ہو رہی ہے۔ میرے پاس کچھ نہیں کہ کھاؤں۔ اب بھوک نے بے چین کر دیا ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ بے اختیار اشکبار ہو گئے اور فرمایا اے فاطمہ! بے صبری مت کرو، خدا کی قسم! تین دن سے مجھے بھی کھانے کو کچھ نہیں ملا ہے اور میرا مرتبہ خداوند تعالیٰ کے حضور میں تم سے بڑا ہے، اگر میں آسودگی اور فراغت چاہتا تو حق تعالیٰ مجھے عطا فرماتا لیکن میں نے اپنے لیے آخرت کو پسند کیا ہے۔ اس ارشاد کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اپنا دستِ اقدس حضرت فاطمہ ؓ کے کندھے پر رکھ کر فرمایا: ”اے فاطمہ! تم کو بشارت ہو کہ تم جنت کی بیبیوں کی سردار ہو۔“ (مشکل الآثار)

سوچنے کی بات ہے۔ غور کیجئے۔ توجہ دیجئے۔ دنیا کس لائق ہے؟ اور ہم نے اس کو کیا مقام دے رکھا ہے۔ آخرت کس قابل ہے؟ اور ہمارا معاملہ آخرت کے ساتھ کیا ہے۔ دنیا کی حقیقت جاننے کے بعد اب آخرت کی معرفت کو بھی جاننا ضروری ہوگا جس کا بیان ان شاء اللہ اگلی بار ہوگا۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا (آمین)

گڑگڑانے والے ہیں

اوریا مقبول جان
theharferaz@yahoo.com

بندگانِ الٰہی درویشانِ خدا مست اور صاحبان بصیرت کی باتیں یاد آ رہی ہیں۔ کتنے ہیں جو اس قوم کو جھنجوڑتے ڈراتے وعید سناتے ہوئے اپنے رب کے پاس جا پہنچے لیکن نہ اس قوم کے رویوں میں کوئی فرق آیا اور نہ ہی اس کی اکثریت نے اپنے اعمال پر نظر ڈالتے ہوئے اللہ کے حضور گڑگڑا کر معافی طلب کی۔

ہر کوئی اپنی انا کے بت میں قید رہا۔ کسی نے اپنے عقیدے مسلک اور نظریے کا بت خانہ سجایا اور اس کی سرمستی میں بے حال ہو کر دوسروں کے خون کا پیاسا ہو گیا۔ کسی کو دولت کا خمار چڑھا تو اسے پرواہ تک نہ رہی کہ روز کتنے لوگ بھوک سے خودکشی کرتے تھے یا غربت و بیماری سے لقمہ اجل بن جاتے تھے۔ اقتدار کی طاقت میں بدمست لوگوں کے دلوں سے خوف خدا تو رخصت ہوا ہی تھا خوف فساد خلق بھی جاتا رہا۔ گولیوں سے بھون دو بستیاں اجاڑ دو گھرانے برباد کر دو اور پھر مسکراتے ہوئے اسے ریاست کی بالادستی کا نام دے دو۔ دھن دھونس اور دھاندلی سے الیکشن جیتو اور اسے عوام کی رائے قرار دے دو۔

فوج کی طاقت سے آؤ تو انھی رہنماؤں کو ساتھ ملا کر اپنا چہرہ جمہوری بنانے کی کوشش کرو اور اگر جمہوری طور پر برسر اقتدار آؤ تو آمریت کی تمام صفات اپنانے کے باوجود خود کو متحمل مزاج اور نرم خو کہلواؤ۔ اس ملک پر مر مٹنے کی قسمیں کھاؤ اور اسی ملک کو لوٹ کر اپنی جنت دوسرے ملکوں میں بساؤ۔ رنگ، نسل، زبان اور علاقے کے نام پر آنکھیں سرخ کرو، جتھے بناؤ قتل کرو، بھتہ لو، اغوا برائے تاوان حاصل کرو۔

کفر کی بھی اخلاقیات ہوتی ہیں وہ ایک نظریے اور ارادے کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے لیکن جس ملک میں منافقت کا راج ہو جائے وہاں سے نظریہ انصاف، سچ اور عہد کی پاسبانی رخصت ہو جاتی ہے۔ جس معاشرے کے تمام طبقات منافقت کا لبادہ اوڑھ لیں وہاں ریا اور دکھاوے کو زہد و عبادت کہا جانے لگتا ہے ایسے میں کسی فضل الرحمٰن کو کروڑوں لوگوں کے سامنے عورتوں کے بارے میں ذومعنی فحش فقرہ کہہ کر مسکراتے ہوئے جھجک نہیں آتی۔ ایسے معاشرے میں ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی اور جعل سازی سے مال بنانے کو اعلیٰ دماغ کاروباری صلاحیت کا نام دیا جاتا ہے۔

عہد اور وعدے کی حرمت ختم ہو جائے تو کسی آصف زرداری کو یہ فقرہ بولنے پر حیا نہیں آتی ہے کہ یہ عہد ہے کوئی قرآن و حدیث تو نہیں۔ انصاف جتھوں اور گروہوں میں بٹ جائے تو شیعہ کے نزدیک شیعہ، سنی کے مطابق سنی، وکیل، ڈاکٹر یا نرسوں کے گروہ سب اپنوں کو ہی جائز اور دوسروں کو بدترین مخلوق قرار دیں تو پھر ایسے معاشرے اس کائنات کے مالک کی ناراضگی کو آواز دے رہے ہوتے ہیں۔ نسیم انور بیگ مرحوم کہا کرتے تھے کہ کچھ کشتیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ڈوبنا ان کے نصیب میں نہیں ہوتا وہ مستقل طوفان کے تھپیڑوں میں رہتی ہیں۔ ہماری کشتی بھی ایسی ہے۔ بقول غالب

مرتے ہیں آرزو پہ مرنے کی
موت آتی ہے پر نہیں آتی

کشتی میں سوار جب سب کے سب منافقت اوڑھ لیں اور پھر اسے ایک طرز زندگی اور سسٹم کا نام دینے لگ جائیں اور پھر جب بھی اسی کشتی میں چند آوازیں ان کے خلاف اٹھیں تو وہ سب کے سب اس سسٹم کو بچانے کے لیے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ مجھے اس فقرے پر حیرت نہیں ہوئی بلکہ میں سر سے پاؤں تک کانپ اٹھا کہ جب پارلیمنٹ کی فضا سے یہ آواز گونجی کہ دھاندلی تو بہت زیادہ ہوئی ہے لیکن ہم اس پارلیمنٹ کو بچانا چاہتے ہیں لیکن پھر مجھے بالکل حیرت نہ ہوئی جب پتہ چلا کہ یہ الفاظ اعتزاز احسن نے کہے تھے۔

میرے شہر کا یہ سیاست دان سول سروس کے امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد اس لیے نوکری اختیار نہیں کرتا کہ وہاں اصولوں پر سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے۔ پیپلز پارٹی میں شامل ہوتا ہے۔ 1975ء میں انور سماں ایم پی اے قتل ہو جاتا ہے۔ اعتزاز احسن کو ٹکٹ ملتا ہے اور ڈپٹی کمشنر کو یہ حکم نامہ ملتا ہے کہ خبردار اس کے خلاف کوئی کاغذات نامزدگی جمع نہ کرائے اور اگر کروائے تو اسے بزور واپس لینے پر مجبور کیا جائے۔ گجرات کا بچہ بچہ جو اس دور میں سانس لیتا تھا وہ اس سرکاری دھاندلی اور دھونس سے آگاہ تھا۔ میں زمیندار ڈگری کالج یونین کا سربراہ تھا۔ ہم احتجاجاً ڈپٹی کمشنر سے ملے۔

بزرگوں کی طرح سمجھاتے ہوئے اس نے کہا تم نوکری میں آؤ گے تو تمہیں پتہ چلے گا کہ حکمران ہمیں کس طرح خوفزدہ کر کے غلط کام کرواتے ہیں اور ہماری کیا مجبوریاں ہوتی ہیں۔ عظیم لیڈر اعتزاز احسن بلا مقابلہ انتخاب جیت گیا۔ یہ ذوالفقار علی بھٹو کا پہلا بلا مقابلہ انتخاب تھا۔ وہ طریقہ جس نے اس کے زوال کی راہ ہموار کی۔ اعتزاز احسن اس ضلع سے بلامقابلہ جیتا جہاں چودھری ظہور الٰہی کی صورت مضبوط اپوزیشن موجود تھی۔

یوں اس سیاسی لیڈر کا کیریئر ایک بلا مقابلہ اور شفاف الیکشن سے اٹھا۔ 1970ء میں سول سروس چھوڑ کر میری آنکھوں میں ہیرو بننے والا شخص چکنا چور ہو گیا لیکن صرف دو سال بعد 1977ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو کی انتخابی دھاندلی کے خلاف تحریک چل رہی تھی تو شاید ایک بار پھر اس کے ضمیر نے اسے آواز دی۔ وہ پیپلز پارٹی کا دوسرا لیڈر تھا جس نے احتجاجاً پارٹی چھوڑی۔ پہلا سردار شوکت حیات اور دوسرا اعتزاز احسن۔ مال روڈ کے جلوسوں میں اس کے حق میں نعرے لگے اور پھر وہ ائرمارشل اصغر خان کی تحریک استقلال میں شامل ہو گیا۔

وہی اصغر خان جس نے فوج کو بھٹو حکومت کے خاتمے کے لیے خط تحریر کیے تھے۔ 16 دسمبر 1985ء تک یہ اسی سیاسی پارٹی سے منسلک رہا۔ اس کے بعد کی کہانیاں سب جانتے ہیں۔ اپنی شعلہ بیانی اور دلیل کی دنیا میں رہتے ہوئے اس نے ایک ایسی دلیل دے دی ہے جسے مان لیا جائے تو اس دنیا میں ہر ظلم اور زیادتی کو سسٹم کے نام پر قبول کیا جا سکتا ہے۔ کیا وہ کل کسی عدالت میں یہ دلیل

دے سکتے ہیں کہ ایک لڑکی کو اغوا کر کے زبردستی سسٹم کے منظور شدہ رجسٹرڈ نکاح خواں سے نکاح پڑھوا گیا ہے اس لیے لڑکی کے ماں باپ اب اغوا کرنے والے کو داماد قبول کرلیں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہوجائیں گی۔

جمہوریت کی اکثریت میں یہ دلیل دی جاتی ہے کہ اگر چند ہزار لوگ اکٹھے ہوجائیں تو ہم ان کی بات کیوں مانیں۔ پوا شہر اگر اس لڑکی سے زیادتی کرنے والے کے ساتھ ہوجائے اور صرف اکیلے ماں باپ دہائی دیں تو کیا سچ کی قبر بنادی جائے۔ سچ بھی وہ کہ جسے آپ خود مانتے ہوں۔ مجھے سراج الحق صاحب پر حیرت نہیں ندامت ہوئی۔ اس لیے کہ میری ایک عمر وہاں گزری ہے۔ کیا اللہ کے ہاں سراج الحق صاحب جواب دیں گے کہ ہم نے کراچی میں الیکشن کا دھاندلی کی بنیاد پر بائیکاٹ کرتے ہوئے سچ بولا تھا مگر آج اس سچ سے منہ پھیر لیا کہ ہم سسٹم اور جمہوریت بچانا چاہتے تھے۔ کیا اللہ ان کی یہ دلیل مان لے گا۔

کیا روز حشر اللہ سچ کے مقابلے میں جمہوریت کے حق میں فیصلہ کرے گا۔ درویشان خدامست کی باتیں یاد آرہی ہیں۔ کہتے ہیں کہ گٹر دیکھتے جاؤ سب ایک ساتھ ابلیں گے۔ سب کے چہرے بے نقاب ہوں گے۔ یہ ملک اللہ کی غیرت کی علامت ہے۔ اس کے ساتھ جس جس نے کھلواڑ کیا اس کی سزا تحریر ہوچکی۔ کوئی اپنی فتح پر پھولا نہ سمائے نہ پارلیمنٹ والے اور نہ دھرنے والے۔ یہ میرے آقا کی بشارتوں کی سرزمین ہے۔ یہاں جس نے کانٹے بوئے ہیں اسے اپنی آنکھوں سے چننے ہوں گے۔ کہتے ہیں فساد ہوگا انارکی ہوگی۔ ایسے سسکتے ہوئے منافق معاشروں میں کیا امن کی فصل اگا کرتی ہے؟۔

ریا کے پردے چاک ہوں گے۔ جس نے مسلک عقیدے رنگ نسل اور زبان پر خون بہانے کی دعوت دی وہ خود اس خون کی اذیت کا مزا چکھے گا۔ میں نے درخواست کی رحم کی دعا کیجیے۔ فرمانے لگے جب سزا شروع ہوجائے تو بولا نہیں کرتے۔ اللہ جب سزا دیتا ہے تو اس میں سے یقیناً خیر برآمد ہوتی ہے۔ لوگوں کو ایک بار پھر سنا دو اللہ کی سزا کے کیا روپ ہیں۔

سورہ الانعام کی 65ویں آیت کہہ دو کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں مختلف گروہوں میں بانٹ کر ایک دوسرے سے لڑوائے اور ایک دوسرے کی طاقت کا مزا چکھا دے۔ دیکھو ہم کس طرح مختلف طریقوں سے اپنی نشانیاں واضح کر رہے ہیں تاکہ یہ کچھ سمجھ سے کام لیں۔ بارشیں، طوفان، سیلاب، زلزلے اور آپس میں شدید خونریزی یہ سزا کے موسم کی علامتیں ہیں۔ کہا گٹر ابلیں گے، گندگی کھل کر سامنے آئے گی۔ بدبو اور تعفن سے تنگ آئی ہوئی خلق خدا ایک دن سب صاف کردے گی۔ دیکھتے جاؤ۔ سزا شروع ہوجائے تو بولا نہیں کرتے۔

بقیہ: اس قدر غم ہے......

کے لیے موجود ہیں۔ جس میں پولیو کے قطرے اور خیراتی راشن لائنوں میں لگ کر حاصل کرتے رہیں۔ ضرورت پڑنے پر سیاسی دھرنا ڈیلی الاؤنس بھی آمدنی کا معقول ذریعہ بن سکتا ہے۔ سو یہ ہے عوام کا مقدر۔ اسے سنوارنے کو لیڈر کنٹینروں، اقتدار کے ایوانوں میں سر جوڑے بیٹھے ہیں۔ آج دن رات لا منتہا تقاریر، الزامات، جوابی الزامات، صفائیاں سنتے۔ لوٹ جاتی ہے ادھر کو بھی نظر کیا کیجیے۔ ذرا منظر یہ بھی دیکھ لیجیے جب اختیار کلام سلب کرلیا جائے گا: آج ہم ان کے منہ بند کیے دیتے ہیں۔ ان کے ہاتھ ہم سے بولیں گے۔ اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ دنیا میں کیا کمائی کرتے رہے ہیں۔ (یٰسین:65) تم دنیا میں جرائم کرتے وقت جب چھپتے تھے تو تمہیں یہ خیال نہ تھا کہ کبھی تمہارے اپنے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے جسم کی کھالیں تم پر گواہی دیں گی۔ بلکہ تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو بھی خبر نہیں ہے۔ تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا تھا تمہیں لے ڈوبا اور اسی کی بدولت تم خسارے میں پڑ گئے۔

(حٰم السجدۃ 23-22)

ہم نے شریعت سے بچتے بچتے ملک عزیز کو
لق و دق صحرا میں لا کھڑا کیا۔ اس خانہ ویرانی پر
اس قدر غم ہے کہ اظہار نہیں کر سکتے
یہ وہ دریا ہے جسے پار نہیں کر سکتے

اہم اطلاع

خلافت فورم کے عنوان سے ایک تجزیاتی پروگرام ہر ہفتے تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر نشر ہوتا ہے۔ خلافت فورم کے اس پروگرام کو سوال و جواب کی صورت میں ندائے خلافت میں شائع کیا جاتا ہے تاکہ قارئین ندائے خلافت بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔ اس دفعہ یہ پروگرام ''اسلامی انقلاب......کیا اور کیسے؟''

بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کے ویڈیو اقتباسات اور ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی مرزا ایوب بیگ اور ناظم رابطہ رفقاء تنظیم اسلامی بیرون ملک بریگیڈیئر (ر) غلام مرتضیٰ کا اسلام آباد کے انقلابی دھرنوں سے تقابل پر مشتمل تھا۔ چونکہ اس پروگرام میں سوال و جواب کا انداز اختیار نہیں کیا گیا تھا، لہٰذا یہ پروگرام تحریری بجائے ویڈیو کی صورت میں مفید ہوگا۔

ویب سائٹ: www.tanzeem.org

شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

میثاق، حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے انٹرنیٹ ایڈیشن
تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر ملاحظہ کیجیے۔

امیر محترم حافظ عاکف سعید کا قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں دورۂ ترجمۂ قرآن

الحمدللہ! ہر سال کی طرح اس سال بھی مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی میں ماہِ رمضان المبارک میں تراویح کے ساتھ دورہ ترجمہ قرآن کا پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ کراچی کے رفقاء واحباب کے لیے یہ بات نہایت ہی مسرت کا باعث تھی کہ اس سال یہاں ترجمہ قرآن بیان کرنے کی ذمہ داری امیر محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے سرانجام دینا تھی کیوں کہ اُن کے لیے امیر محترم سے براہِ راست ترجمہ قرآن سننے کا یہ سنہری موقع تھا۔ لہٰذا قرآن اکیڈمی کی مقامی تنظیم کے رفقاء نے اس پروگرام کے انعقاد کو کامیاب بنانے کے لیے ایک جامع منصوبہ بندی کے تحت اور نہایت ہی منظم طریقے سے دن رات بھرپور محنت کی اور اس مقصد کے لیا پنے مال و جان کے ساتھ دل کھول کر انفاق کیا۔ پروگرام کی تشہیر کے لیے قرب وجوار کے علاقے میں بینرز آویزاں کیے گئے اور بڑی تعداد میں سحر وافطار کیلنڈرز پرنٹ کروا کر تقسیم کیے گئے جس میں دورہ ترجمہ قرآن کے پروگرام کی تفصیل بھی درج تھی۔ اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے پورے دورہ ترجمہ قرآن کی ویڈیو ریکارڈنگ کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ ریکارڈنگ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے روزانہ 50-50 منٹ کے 3 سیشن میں قرآنِ حکیم کا ترجمہ بیان کیا جاتا جبکہ ویک اینڈز اور آخری عشرے میں ایک سیشن کا اضافہ کر دیا جاتا۔ پروگرام کی ترتیب یوں ہوتی تھی کہ امیر محترم پہلے 4 رکعات، پھر 8 رکعات اور پھر 8 رکعات سے قبل ان میں پڑھی جانے والی آیات کا ترجمہ بیان کرتے اور جہاں ضرورت محسوس ہوتی تشریح کر دیتے۔ تمام شرکاء نے امیر محترم کے اِس طرزِ بیان کو نہایت پسند کیا اور اسے بہت سراہا۔ روزانہ 12 تراویح کے بعد وقفہ میں سامعین کے لیے چائے اور بسکٹس کا انتظام کیا جاتا رہا۔ اس پروگرام سے روزانہ اوسطاً 450 افراد مستفید ہوتے رہے۔ جبکہ آخری عشرے بالخصوص طاق راتوں میں یہ تعداد بڑھ کر کم وبیش 800 افراد تک جا پہنچی۔ مزید برآں اس پروگرام کو بذریعہ انٹرنیٹ تنظیم اسلامی اور قرآن اکیڈمی کی ویب سائٹس www.tanzeem.org اور www.quranacademy.com پر براہِ راست دکھانے کا بھی اہتمام کیا گیا جس کے ذریعہ روزانہ اوسطاً 350 افراد گھر بیٹھے یہ پروگرام دیکھتے رہے۔ رمضان المبارک کے دوران ایک مرتبہ بعد نمازِ ظہر رفقاء واحباب کی امیر محترم کے ساتھ سوال و جواب کی ایک نشست کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں امیر محترم نے رفقاء واحباب کے سوالات اور اشکالات کے تشفی بخش جوابات دیئے۔ وقت کی کمی کے باعث تمام رفقاء واحباب کے سوالات کے جوابات نہیں دیئے جا سکے تھے جس کے لیے رمضان کے بعد امیر محترم کی دوبارہ کراچی آمد کے موقع پر سوال وجواب کی ایک اور نشست کا اہتمام کیا گیا جس میں تقریباً 60 سے 70 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔ اس موقع پر امیر محترم نے سوالات کے جوابات دینے کے علاوہ حالات حاضرہ پر تبصرہ اور تنظیم کے مشن پر بھی سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ اللہ رب العزت تمام رفقاء واحباب کو جنہوں نے اس پروگرام میں جانی و مالی معاونت کی ہے، جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

تنظیم اسلامی گجرات کے زیرِ اہتمام دورۂ ترجمۃ القرآن

رمضان المبارک کے بابرکت اور پُر رحمت لمحات سے حقیقی طور پر مستفید ہونے کے لئے تنظیم اسلامی گجرات کے زیر اہتمام مسجد تقویٰ میں حسبِ معمول دورۂ ترجمۃ القرآن کا انعقاد کیا گیا۔ روزانہ نماز تراویح کے بعد گھنٹے گھنٹے کی دو نشستوں میں 27 رمضان المبارک تک کم وبیش پچاس سورتوں کے مطالعہ کی تکمیل کی گئی۔ دوران مطالعہ اسلام کے انقلابی اور عملی پہلوؤں کو نمایاں کیا گیا تاکہ سامعین قرآنی تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں نافذ کریں اور اقامت دین کی جدوجہد کے لئے ذہناً اور عملاً تیار ہوں۔ اس پروگرام میں حاضرین کی اوسط حاضری 60 کے قریب تھی جس میں اکثریت احباب کی تھی۔ اس پروگرام کی تشہیر کے لئے شہر کے تمام بڑے چھوٹے چوکوں میں بڑے بڑے بینرز آویزاں کئے گئے تھے جو ایک جانب تو اس پروگرام کی تشہیر کا باعث تھے تو دوسری جانب تنظیم اسلامی کی فرقہ واریت سے بالاتر تحریک رجوع الی القرآن کو روشناس کروا رہے تھے۔ دورۂ ترجمۃ القرآن کی اصل ذمہ داری تو امیر تنظیم اسلامی گجرات حافظ علی جنید میر نے نبھائی تاہم آخری عشرے میں حافظ زین العابدین، عبدالرحمٰن اور راقم کو بھی چیدہ چیدہ سورتوں کے مطالعے کا موقع فراہم کیا گیا۔ 28 رمضان المبارک کو فہم دین پروگرام کا انعقاد ہوا جس میں لگ بھگ 100 افراد نے شرکت کی شرکاء کے لئے سحری کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ تمام سامعین نے دورۂ ترجمۃ القرآن کی کاوش کو سراہا اور اسے ہر رمضان میں جاری رکھنے کا مطالبہ کیا۔ پروگرام کے اختتام پر شرکاء محفل میں 100 عدد ''رسول اکرم ﷺ اور ہم'' نامی کتاب اور مسنون دعاؤں پر مشتمل کتابچے بطور ہدیہ تقسیم کئے گئے۔ اس کے علاوہ رمضان المبارک کے آغاز میں ''عظمت صیام وقیام'' کتابچہ 1000 کی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

حلقہ کراچی جنوبی کے زیرِ اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع

24 اگست 2014ء بروز اتوار حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام کُل رفقاء سہ ماہی تربیتی اجتماع صبح 8:00 بجے سے دوپہر 12:50 بجے تک قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز حلقہ کے ناظم تربیت جناب ڈاکٹر محمد الیاس کے ابتدائی کلمات سے ہوا۔ انہوں نے تمام رفقاء کو اجتماع میں خوش آمدید کہا اور ان کی بروقت آمد پر شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایسے اجتماعات ہماری تربیت اور تزکیہ نفس کے لیے انتہائی اہم ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ خالصتاً رضائے الٰہی کے حصول کے جذبے اور خلوص نیت کے ساتھ ان میں شرکت کی جائے۔ انہوں نے پروگرام کے مرکزی موضوع ''لعلکم تشکرون'' اور اس کی ترتیب سے آگاہ کیا۔

اجتماع کا باقاعدہ آغاز تذکیر بالقرآن سے ہوا جس کی سعادت حلقہ کراچی جنوبی کے ناظم توسیع دعوت جناب عامر خان نے حاصل کی۔ انہوں نے سورہ احقاف آیت آیات 13 تا 16 کی روشنی میں شکر کی مختلف جہات کا تذکرہ کیا اور بالخصوص اپنی گفتگو میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی قربانیوں کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ شکر کی تعریف میں دو چیزیں شامل ہیں ایک ہے اعتراف نعمت اور دوسرا اظہار نعمت۔ پھر یہ اظہار بھی تین سطحوں پر ہوگا: دل سے، زبان سے اور جوارح سے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر ہم اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کریں گے تو اس سے اللہ تعالیٰ نعمتوں میں اضافہ فرما دیں گے اور اگر خدانخواستہ ناشکری کی تو پھر اللہ اس نعمت سے محروم کر دیں گے۔ ان کے بعد حلقہ کراچی جنوبی کے ناظم

مکتبہ جناب عبدالرزاق کوڈاوی نے موضوع ''شکر کی فضیلت اور اجر کا بیان'' احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کیا۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے بے شمار ارشادات ایسے ہیں کہ جس میں انہوں نے بندہ مومن کے شاکر ہونے کی ترغیب اور اس پر اللہ کی طرف سے انعام ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا ''بندہ مومن کا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے اس کے ہر معاملے میں خیر ہی خیر ہے اگر اس کا رب اسے نعمتوں سے نوازتا ہے تو اس پر وہ شکر کرتا ہے جس سے اس کے درجات بلند ہوتے ہیں اور اگر اس کا رب اسے آزماتا ہے تو وہ صبر کرتا ہے اس سے بھی بندہ مومن کے درجات بلند کیے جاتے ہیں اور ہم اگر چاہتے ہیں کہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر کریں اور ناشکری نہ کریں تو ہمیں چاہیے کہ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق دین میں اپنے سے اوپر والے پر نظر کریں اور دنیا میں اپنے سے نیچے والے کی طرف دیکھیں۔ان کے بعد مقامی تنظیم ملیر کے امیر جناب راشد حسین نے موضوع ''**وان تعد و انعمۃ اللہ لا تحصوھا**'' پر ایمان افروز خطاب کیا۔انہوں نے کہا کہ حقیقتاً اللہ کی نعمتیں ہمارے لیے اتنی ہیں کہ اگر ہم شمار کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ زمین پر بسنے والوں کی اکثریت کو یہ نعمتیں دکھائی ہی نہیں دیتیں۔نتیجہ کے طور پر زمین پر بسنے والوں کی اکثریت اللہ کی ناشکر ہے۔انہوں نے اللہ کی طرف سے عطا ہونے والی مادی و روحانی نعمتوں کا تذکرہ بھی کیا اور اس پر شکر ادا کرنے کی ترغیب دلائی۔بعد ازاں اولڈ سٹی تنظیم کے ناظم دعوت جناب محمد نعمان صاحب نے موضوع ''شکر بالقلب'' قرآن کی روشنی میں بیان کیا۔انہوں نے اپنے خطاب میں قرآن حکیم سے ایسے مقامات کا تذکرہ کیا کہ جن کی سماعت کے بعد شرکاء میں یہ احساس پیدا ہوا کہ ہر خیر، ہر نعمت اور ہر بھلائی اللہ ہی کی طرف سے عطا ہوئی ہے،اس میں بندہ کا اپنا کوئی کمال نہیں ہے لہٰذا دل سے ہمیں نعمت کو محسوس کرنے اور اس کا شکر گزار ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔بعد ازاں موضوع ''شکر باللسان'' کی ذمہ داری راقم نے سرانجام دی۔راقم نے اپنے خطاب میں اللہ کی طرف سے اس کے نیک بندوں پر ہونے والے انعامات اور اس کے ردعمل میں ان کی زبان سے ادا ہونے والے شکر کے ترانے کا تذکرہ کیا۔شرکاء کو ترغیب دلائی کہ شکر کی ادائیگی کی توفیق اللہ کی طرف سے ہوتی ہے،اس کے لیے آپ ﷺ نماز کے بعد مستقل دعا مانگا کرتے تھے کہ ''اے اللہ مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیرا خوب ذکر کروں، تیرا خوب شکر کروں اور خوب سجا کر تیری عبادت کرسکوں۔بعد ازاں ڈیفنس تنظیم کے رفیق جناب عاطف اسلم نے موضوع ''شکر بالجوارح'' پر خطاب کیا۔انہوں نے کہا کہ ہمیں جب اللہ نعمت عطا کرے تو ہم اس کا اظہار اپنے عمل سے بھی کریں انہوں نے اپنے درس میں فرائض دینی کی ادائیگی کی طرف شرکاء کو ترغیب دلائی۔بعد ازاں شاہ فیصل تنظیم کے رفیق جناب حافظ وقار نے موضوع ''کفران نعمت کی مختلف صورتیں'' پر بیان کیا۔انہوں نے کہا کہ جب اللہ نعمتوں سے نوازے اور انسان اس پر شکر ادا کرنے کی بجائے اس نعمت کی ناقدری کرے تو پھر اس کی وجہ سے نعمت چھین لی جاتی ہے۔انہوں نے اپنی گفتگو میں افراد واقوام کی ناشکری اور ان پر اللہ کی طرف سے آنے والی سزاؤں کا اجمالی بیان کیا۔درمیان میں رفقاء کے لیے چائے اور باہمی تعارف کے لیے وقفہ کیا گیا۔

وقفہ کے بعد حلقہ کراچی جنوبی کے ناظم تربیت جناب ڈاکٹر محمد الیاس نے کتاب ''استحکام پاکستان'' کے منتخب مقامات کا مطالعہ کروایا۔انہوں نے بانی محترمؒ کی اس کتاب میں سے پاکستان کی شکل میں عطا ہونے والی نعمت کے ساتھ ہمارا مجموعی رویہ،اس کے نتائج، بچاؤ کا واحد راستہ یعنی شریعت کا نفاذ کی طرف توجہ دلائی۔ان کے بعد حلقہ کراچی جنوبی کے ناظم دعوت جناب حافظ عمیر انور نے موضوع ''ہماری اجتماعیت اور شکر کے تقاضے'' پر خطاب کیا۔جس کی سماعت کے بعد رفقاء میں پھر سے اس ذمہ داری کی یاد تازہ ہوئی کہ جس کے لیے ہم نے سمع وطاعت کی بیعت کی ہے۔ملکی و بین الاقوامی حالات کے تناظر میں جناب انجینئر شہاب اختر نے موجودہ حالات پر گفتگو کی اور رفقاء کو ترغیب دلائی کہ حالات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ تنظیمی نقطۂ نظر سے آگاہ رہنے کے لیے تنظیمی جرائد کا مطالعہ اپنے اوپر لازم کریں۔ان کے بعد امیر حلقہ نے مختصر خطاب کیا اور اختتامی گفتگو کی۔ابتداً انہوں نے آج کے مرکزی موضوع ''**لعلکم تشکرون**'' کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 185 میں جہاں روزہ کی فرضیت کا تذکرہ کیا ہے وہیں پر ساتھ ساتھ رمضان اور قرآن کی نعمت کے ملنے پر شکر ادا کرنے کا بھی کہا ہے۔لہٰذا باہمی مشاورت کے بعد طے پایا کہ رمضان کے بعد ہونے والے آل رفقاء سہ ماہی تربیتی اجتماع میں مرکزی مضمون شکر اور اس کی مختلف جہات کا تذکرہ کیا جائے۔اللہ کا شکر ہے کہ اس کے لیے شیڈول مرتب کیا گیا اور تمام مدرسین نے اپنی امکانی حد تک اس کا حق ادا کرنے کی کوشش بھی کی۔انہوں نے تنظیمی سرگرمیوں کی کارکردگی بیان کرتے ہوئے توجہ طلب اور خوش آئند دونوں پہلوؤں کا تذکرہ بھی کیا اور رفقاء کو ترغیب دلائی کہ ہمیں تنظیم کے لیے ایک مضبوط اینٹ بننے کی کوشش کرتے رہنا ہے تا کہ ہم ثابت قدمی کے ساتھ دینی فرائض کی ادائیگی کرتے رہیں اور دیگر رفقاء کے لیے بھی سہارا بن سکیں۔اسی دوران امیر حلقہ نے اسروں میں حاضری،انفاق کی باقاعدگی اور دورہ ترجمہ قرآن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے پر رفقاء کو مبارکباد پیش کی۔انہوں نے خاص طور پر قرآن اکیڈمی تنظیم کے رفقاء کی تحسین کی جنہوں نے امیر محترم حافظ عاکف سعید کے کامیاب پروگرام کے لیے محنت کی۔امیر حلقہ نے تمام مدرسین کی بھی تحسین کی کہ جنہوں نے انتہائی محنت کے ساتھ اپنی ذمہ داری سرانجام دی اور اللہ تعالیٰ سے اس کے بہترین اجر کے لیے دعا بھی کی۔اس اجتماع میں تقریباً 300 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔امیر حلقہ کی دعا پر اس اجتماع کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ:محمد سہیل)

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کی مقامی تنظیم سمن آباد کے رفقاء سے ملاقات

26 اگست بروز منگل امیر محترم حافظ عاکف سعید نے حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم سمن آباد کے رفقاء سے ملاقات کی۔پروگرام کا آغاز مغرب کی نماز کے فوراً بعد مسجد بنت کعبہ میں ہوا۔مقامی تنظیم کے امیر پرویز اقبال نے اپنی ٹیم (معتمد، ناظم بیت المال، ناظم دعوت) کا تعارف کرایا۔اس کے بعد نئے شامل ہونے والے رفقاء سے امیر محترم نے تعارف حاصل کیا۔پھر پرویز اقبال نے مسجد بنت کعبہ میں ہونے والے دورہ ترجمہ قرآن کی مختصر رپورٹ پیش کی۔اس کے بعد رفقاء نے امیر محترم سے سوالات کئے جو کہ زیادہ تر حالات حاضرہ (آزادی مارچ وانقلاب مارچ) کے حوالے سے تھے،جن کا امیر محترم نے تسلی بخش جواب دیا۔آخر میں امیر محترم نے رفقاء کو سالانہ اجتماع 2014ء کے اختتام پر دیئے اہداف کی یاد دہانی کروائی۔پروگرام کا اختتام اجتماعی کھانے پر ہوا۔اس پروگرام میں 45 رفقاء شریک ہوئے۔(رپورٹ:محمد یونس)

☆☆☆☆☆

تنظیمی اطلاعات

حلقہ کراچی شمالی میں وسیم احمد میمن کا بطور ناظم بیت المال تقرر

امیر حلقہ کراچی شمالی کی طرف سے یہ بات آئی ہے کہ حلقہ کے موجودہ ناظم بیت المال محبوب موسیٰ نے اپنی نجی مصروفیات کے پیش نظر تنظیمی ذمہ داریوں سے معذرت کی ہے۔ان کی جگہ وسیم احمد میمن کا نام تجویز کیا گیا ہے۔امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 21 اگست 2014ء میں مشورہ کے بعد وسیم احمد میمن کو حلقہ کا ناظم بیت المال مقرر فرمایا۔

حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم ''لاہور شمالی'' میں عبدالرزاق کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ لاہور شرقی کی جانب سے مقامی تنظیم لاہور شمالی میں تقرر امیر کے لئے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 28 اگست 2014ء میں مشورہ کے بعد عبدالرزاق کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ پنجاب پوٹھوہار کی مقامی تنظیم ''گوجر خان'' میں راجہ احمد بلال کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ پنجاب پوٹھوہار کی جانب سے مقامی تنظیم گوجر خان میں تقرر امیر کے لئے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 28 اگست 2014ء میں مشورہ کے بعد راجہ احمد بلال کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ مالاکنڈ کی مقامی تنظیم ''سوات'' میں حبیب علی کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ مالاکنڈ کی جانب سے مقامی تنظیم سوات میں تقرر امیر کے لئے موصولہ ان کی اپنی تجویز کے ساتھ رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 28 اگست 2014ء میں مشورہ کے بعد حبیب علی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ سکھر میں سید عرفان طارق ہاشمی کا بطور قائم مقام امیر تقرر

امیر حلقہ سکھر 8 ستمبر 2014ء سے حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ قائم مقام امیر حلقہ کے لئے موصولہ ان کی تجویز کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 28 اگست 2014ء میں مشورہ کے بعد امیر حلقہ کی عدم موجودگی کے دوران سید عرفان طارق ہاشمی کو قائم مقام امیر حلقہ مقرر فرمایا۔

حلقہ مالاکنڈ کی مقامی تنظیم ''واڑی'' میں حافظ احسان اللہ کا تقرر بطور امیر اور منفرد اسرہ خال میں عنایت اللہ توحیدی کا بطور نقیب تقرر

ناظم حلقہ مالاکنڈ نے مقامی تنظیم واڑی میں خال کے رفقاء کو جو واڑی سے فاصلے پر ہیں، منفرد اسرہ قرار دے کر عنایت اللہ توحیدی (موجودہ مقامی امیر) کو نقیب اسرہ مقرر کرنے اور مقامی تنظیم کے لئے حافظ احسان اللہ کو امیر مقرر کرنے کی موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 28 اگست 2014ء میں مشورہ کے بعد ناظم حلقہ کی تجاویز منظور فرمائیں۔

ضرورت رشتہ

☆ بیٹی، تعلیم ایم اے عربی، عمر 28 سال، خوب سیرت وصورت...... بیٹا، عمر 32 سال، تعلیم ایم بی اے، قد 6 فٹ، خوب سیرت و صورت، برسرروزگار، کے لیے دینی مزاج کے رشتے درکار ہیں۔
برائے رابطہ: 0321-8441892 (042)7555039

☆ بیٹا، ڈاکٹر (ایم-بی-بی-ایس، ایف-سی-پی-ایس پارٹ II جاری) عمر 27 سال، قد 5.10 کے لئے خوب سیرت وصورت، ستر وحجاب کی خوگر لیڈی ڈاکٹر کا رشتہ درکار ہے، عمر 25 سال سے زائد نہ ہو۔ ذات پات اور رواجی پابندیوں سے مبرا والدین رابطہ کریں۔ لاہور اور گردو پیش کے رہائشی قابل ترجیح ہوں گے۔
برائے رابطہ: 0333-4431402 (042)35875501

دعائے صحت

حلقہ کراچی شمالی، گلستان جوہر 1 کے نقیب جناب محمد بشیر ہارٹ اٹیک ہونے کے باعث شدید علیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ عطا فرمائے۔ رفقاء واحباب سے بھی ان کی جلد صحت یابی کے لئے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ ہارون آباد شرقی کے ملتزم رفیق وامام مسجد جامع القرآن مرکز تنظیم اسلامی ہارون آباد حافظ محمد مظہر کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ آزاد کشمیر دریکوٹ کے رفیق سید سرفراز حسین شاہ کی والدہ وفات پا گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی حلقہ ملاکنڈ باجوڑ کے ملتزم رفیق فضل ودود بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔

☆ حلقہ جنوبی پنجاب منفرد اسرہ لیہ کے نقیب صادق علی چودھری کی والدہ وفات پا گئیں۔

☆ امیر حلقہ پنجاب شرقی محمد ناصر بھٹی کے ہم زلف، نقیب اسرہ مقامی تنظیم بہاولنگر ثاقب وسیم کی والدہ محترمہ، رفیق منفرد اسرہ عارف والا 1 وقاص اکرم کے دادا جان اور اسرہ اوکاڑہ کے رفقاء محمد یوسف اور محمد یونس کی دادی جان اس دار فانی کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے۔ ان سے دنیا میں سرزد ہونے والی تمام خطاؤں اور لغزشوں سے درگزر فرمائے۔ اور ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین) قارئین ندائے خلافت سے بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

تنظیم	اسلامی	کا	پیغام
نظام	خلافت	کا	قیام

Project for the New American Century-(i)

NEW AMERICAN CENTURY

A Roadmap to US Imperialistic Agenda

Formation	**1997**
Type	**Public and Foreign Policy Think Tank**
Location	**Washington, D.C**
Website	**www.newamericancentury.org**

The Project for the New American Century (PNAC) is an American think tank based in Washington, D.C. established in 1997 as a non-profit educational organization founded by William Kristol *(A Jew)* and Robert Kagan *(Another Jew)*. ***The PNAC's stated goal is "to promote American global leadership."***

Fundamental to the PNAC is the view that *"American leadership is good both for America and for the world"* and support for "a Reaganite policy (borrowed from ex-President Ronald Reagan) of military strength and moral clarity (or better stated as neocon and liberal fascist moral ambiguity)".

With its members in numerous key administrative positions, the PNAC exerted influence on high-level U.S. government officials in the administration of U.S. President George W. Bush (Bush Junior) and affected the Bush Administration's development of ***military*** and ***foreign*** policies, especially involving **national security** (patriot act, NSA etc. and other warmongering laws) and the Iraq War.

Statement of Principles

The statement of principles, posed as questions, was released by PNAC in 1997 and it states:

As the 20th century draws to a close, the United States stands as the world's pre-eminent power. Having led the West to victory in the Cold War, America faces an opportunity and a challenge: Does the United States have the vision to build upon the achievements of past decades? Does the United States have the resolve to shape a new century favorable to American principles and interests?

In response to the question stated in the statement of Principles, the PNAC states its aim to "remind America" of "lessons" learned from American history, drawing the following "four consequences" for America in 1997:

- we need to increase defense spending significantly if we are to carry out our global responsibilities today and modernize our armed forces for the future;
- we need to strengthen our ties to democratic allies and to challenge regimes hostile to our interests and values;
- we need to promote the cause of political and economic freedom abroad; [and]
- we need to accept responsibility for America's unique role in preserving and extending an international order friendly to our security, our prosperity, and our principles.

While "Such a Reaganite policy of military strength and moral (or rather immoral) clarity may not be fashionable today," the "Statement of Principles" concludes, ***"it is necessary if the United States is to build on the successes of this past century and to ensure our security and our greatness in the next."***

The PNAC released ***another objective*** in 1997 persisting that the goal of regime change in Iraq remained the consistent position of PNAC throughout the Iraq disarmament crisis.

Notable members of the PNAC Think Tank

The following g individuals were notable as core members of the PNAC when it revealed its objectives and principles in 1997. Notably all were of Jewish descent.

Richard Perle (re-structurer in chief of the Middle East. He wrote a report entitled *A Clean Break: A New Strategy for Securing the Realm* and called for removing Saddam Hussein from power, as well as other ideas to bring change to the region.)

Benjamin Netanyahu (The present PM of Israel. A 'sleeping member' to whom all strategies were submitted for approval before action)

Paul Wolfowitz (served in the Clinton and post-Clinton administrations and backed to remove Saddam Hussain as part of an attack on Iraq and several other countries of the Middle East and South Asia, dating as far back as 1997. He advocated to create "a 'liberated zone' in southern Iraq that would provide a safe haven where opponents of Saddam could rally and organize a credible alternative to the present regime)

R. James Woolsey (served in the Clinton and post-Clinton administrations and backed to remove Saddam Hussain as part of an attack on Iraq and several other countries of the Middle East and South Asia, dating as far back as 1997)

Elliot Abrams (- same as above -)

John Bolton (- same as above -)

Newt Gingrich (Worked to get a vote to go to war in the congress, when the UN as well as the EU opposed the proposed military action)

Trent Lott (- same as above -)

Donald Rumsfeld (wrote an open letter to the then president Bill Clinton to act militarily on Iraq and topple Saddam Hussain as he had a 'stockpile of weapons of mass destruction. The letter also advised Clinton to act unilaterally if the UN Security Council and other US allies did not back the US.)

Robert Zoellick (-Co-writer of the letter mentioned above-)

Thomas Donnelly (Authored a 90-paged controversial report in September 2000 entitled *Rebuilding America's Defenses: Strategies, Forces, and Resources For a New Century, stating* that "the belief that America should seek to preserve and extend its position of global leadership by maintaining the preeminence of U.S. military forces."

Donald Kagan (-Co-authored the report-)

Gary Schmitt (-Co-authored the report-)

(To be concluded ……)

Researched and written by: Muhammad Raza ul Haq

قربانی ہماری معاشرتی رسم ہے یا دینی فریضہ؟
قرآن وسنت کی روشنی میں قربانی کا فلسفہ کیا ہے؟
عیدالاضحیٰ اور قربانی میں باہم چولی دامن کا ساتھ کیوں ہے؟
حج کے موقع پر منیٰ میں کی جانے والی قربانی اور اس موقع پر پوری دنیا میں کی جانے والی قربانی میں کیا ربط وتعلق ہے؟

ان سوالات کی وضاحت کے لیے مطالعہ کیجئے:

عیدالاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی

اور

حج اور عیدالاضحیٰ اور اُن کی اصل روح
قرآن حکیم کے آئینے میں

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

قیمت اشاعت خاص: 45 روپے' اشاعتِ عام: 30 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون 35869501-03
maktaba@tanzeem.org